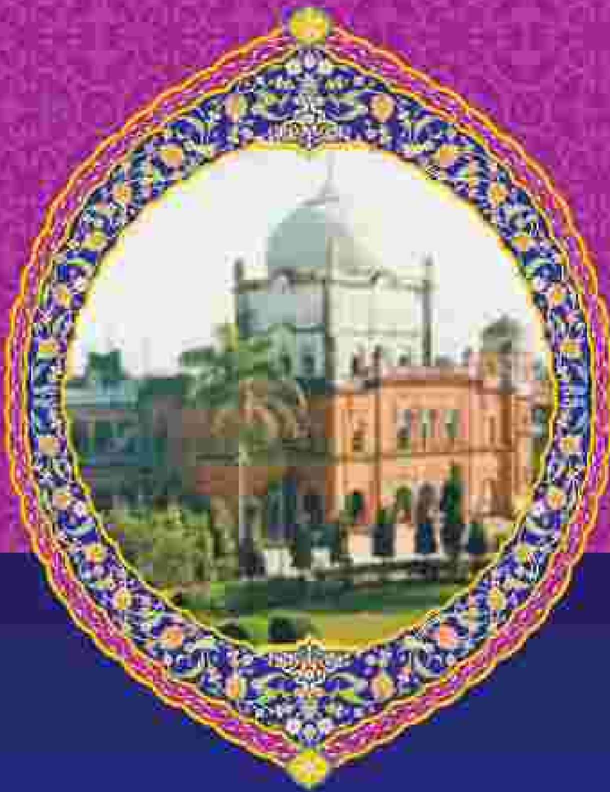
قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَالِي أَرَاكُمْ رَافِعِي أَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ، اُسْكُنُوا فِي الصَّلَاةِ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا بات ہے کہ میں تمہیں (نماز میں) شریر گھوڑوں کی دموں کی طرح ہاتھ اٹھاتے دیکھ رہا ہوں، نماز میں سکون اختیار کرو! (مسلم شریف)

رفعِ یدین کی حقیقت

کتاب وسنت، تعامل صحابہؓ وتابعینؒ کی روشنی میں



- نماز میں رفع یدین نہ کرنا افضل کیوں ہے؟
- نماز میں رفع یدین نہ کرنے کے ۲۳ دلائل
- رفع یدین کی احادیث اور اس کا جواب
- رفع یدین سے متعلق پچاس سوال وجواب
- لامذہب فرقہ اہل حدیث بہ یک نظر
- لامذہب فرقہ اہل حدیث سے چند سوالات

مرتب

مولانا محمد عبدالستار ساجد قاسمی

ابن حضرت مولانا حافظ محمد شمشیر صاحب سبیلیؒ

استاذ شعبہ عربی جامعہ اسلامیہ تجوید القرآن عنبر پیٹ حیدرآباد

ناشر

مجلس علمیہ آندھرا پردیش

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَالِي أَرَاكُمْ رَافِعِي أَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمُسٍ، اُسْكُنُوا فِي الصَّلَاةِ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا بات ہے کہ میں تمہیں (نماز میں) شریر گھوڑوں کی دُموں کی طرح ہاتھ اٹھاتے دیکھ رہا ہوں، نماز میں سکون اختیار کرو! (مسلم شریف)

رفع یدین کی حقیقت

کتاب وسنت، تعامل صحابہ وتابعین کی روشنی میں

مرتب:

مولانا محمد عبد الستار ساجد قاسمی

ابن حضرت مولانا حافظ محمد شمشیر صاحب سہیلیؒ، استاذ شعبہ عربی جامعہ اسلامیہ تجوید القرآن عنبر پیٹ حیدرآباد

ناشر

مجلس علمیہ آندھرا پردیش

کلماتِ انتساب

عاجز اپنی اس حقیر کاوش کو اپنے مرحوم والدین کے طرف منسوب کرتا ہے، جن کی آہ وزاری، دلی تڑپ اور دعا کی تاثیر نے اس عاجز کو علم دین کے زیور سے مزین ہونے کی راہ ہموار کی، اللہ تعالی عاجز کے والدین کی بال بال مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ عنایت فرمائے۔ آمین

اور

اپنے برادر کبیر محترم حافظ محمد عبد الغفار واجد صاحب حفظہ اللہ اور محترم حافظ سید وصی اللہ زبیر صاحب مدظلہ (صاحبزادہ حضرت شاہ معظم شہیدؒ) کی جانب منسوب بھی ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے والدین کے انتقال کے بعد مکمل طور پر اس عاجز کی تعلیم وتربیت کا سامان مہیا کیا، جن کی سچی تڑپ اور مکمل توجہات نے اس عاجز کو اس قابل بنایا کہ خزانۂ علم سے استفادہ کر سکے۔

اور

آندھرا پردیش کا مشہور و معروف بافیض ادارہ جامعہ اسلامیہ تجوید القرآن آزاد نگر عنبر پیٹ کے نام بھی منسوب کرتا ہے کہ جس کے ساتھ وابستہ رہ کر اور اس کی علمی چھاؤں میں بیٹھ کر یہ کتاب مرتب کرنے کی توفیق ہوئی۔ اللہ تعالی تا قیامت اس کے فیض کو پوری دنیا میں جاری رکھے۔ آمین

عاجز

محمد عبد الستار ساجد

استاذ شعبہ عربی جامعہ اسلامیہ تجوید القرآن

تفصیلات کتاب

نام کتاب: رفع یدین کی حقیقت
مرتب: مولانا محمد عبدالستار ساجد قاسمی
صفحات:
کمپوزنگ: مولانا عبیداللہ جابر
ناشر: مجلس علمیہ آندھرا پردیش
قیمت:
ملنے کا پتہ: ☆مجلس علمیہ آندھرا پردیش
نزد مسجد اکبری، اکبر باغ، ملک پیٹ، حیدرآباد
موبائیل: 9246555916
☆ مولانا عبدالستار ساجد قاسمی موبائیل: 9700239443
مکتبہ فیض ابرار اکبر باغ 04065709415
دکن ٹریڈرس مغل پورہ 040-24562203
ہدی بک ڈسٹری بیوٹرس 040-24514892
مکتبہ کلیمیہ نامپلی 988563507
ہندوستان پیپر ایمپوریم چارمینار 040-24514892

فہرست مضامین

عرض ناشر

مجلس علمیہ آندھراپردیش ریاست آندھراپردیش کے علماء کی ایک موثر اور نمائندہ تنظیم ہے، جو الحمدللہ تقریبا چالیس سال سے مسلک دیوبند کے تحفظ اور علماء دیوبند کے اتحاد وقوت کے لیے کام کررہی ہے، احقاق حق اور ابطال باطل میں سرگرداں ہے، ریاست میں مختلف دینی محاذوں پر علمی جدوجہد میں لگی ہوئی ہے، مجلس علمیہ کے اغراض ومقاصد میں سے فرقہائے باطلہ کی تردید اور بدعات ورسوم سے پاک صالح معاشرہ کی تشکیل مسائل حاضرہ کا اصلاحی حل تلاش کرکے اس کی تحریری نشر واشاعت "اصلاحی مضامین ورسائل کی اشاعت" کے علاوہ وقتاً فوقتاً رونما ہونے والے فتنوں کی سرکوبی کے لئے کمربستہ ہونا بھی ہے، چنانچہ مجلس علمیہ کے اکابرین نے ہمیشہ اس کام کو انجام دیا ہے اور آج تک دیتے آرہے ہیں، ادھر کئی سالوں سے غیر مقلدین حضرات کی سرگرمیاں تیز ہوتی ہوئی نظر آنے لگی اور قرآن وحدیث اور اجماعی مسائل پر عمل کرنے والے مسلمانوں کے درمیان انتشار وخلفشار برپا کرنے کی مذموم کوشش ہونے لگی تو ایک طرف کئی تربیتی پروگرام کے ذریعہ علماء کرام کو تیار کیا گیا، تو دوسری طرف مختلف کتب کی اشاعت سے عوام الناس کو سنت نبیؐ سے قریب کرنے اور ان نظریات سے دور رکھنے کی الحمدللہ پوری فکر کی گئی ہے۔

مجلس علمیہ نوجوان علماء کی سرپرستی اور ہمت افزائی بھی کرتی ہے، چنانچہ ہمارے لیے خوشی کی بات ہے کہ غیر مقلدین کی طرف سے شدت سے اٹھائے گئے، رفع یدین کے مسئلہ پر شہر حیدرآباد کے ایک صالح فاضل نوجوان عالم دین عزیزم مولانا محمد عبدالستار ساجد صاحب قاسمی استاذ حدیث جامعہ اسلامیہ تجوید القرآن نے ایک کتاب مرتب کی اور انہوں نے مجلس علمیہ کی جانب سے اس کو شائع کرنے کی درخواست کی جس میں مجلس کے معزز ارکان عاملہ کی تقریظات خاص طور پر ملک کے ممتاز عالم دین صاحب قلم شخصیت رکن عاملہ مجلس علمیہ حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مدظلہ کا مقدمہ دیکھنے کے بعد دیگر ارکان عاملہ کی اجازت وتائید پر مجلس کی جانب سے اس کی اشاعت عمل میں لائی جارہی ہے نیز مجلس علمیہ کے فعال ومتحرک نائب ناظم ریاست کے ممتاز عالم دین حضرت مولانا عبدالقوی صاحب مدظلہ کی عدم موجودگی کی بناء عزیز موصوف کی جلد طباعت کی خواہش پر عرض ناشر کے طور پر بحیثیت منتظم دفتر چند الفاظ عزیزم کی ہمت افزائی کے لیے لکھ دیئے گئے۔

اللہ رب العزت عزیز موصوف کو مزید لکھتے رہنے کی ہمت اور طاقت عطا فرمائیں، اور اس کتاب کا نفع عام وتام فرمائیں۔ آمین۔

والسلام : محمد مصدق القاسمی منتظم دفتر مجلس علمیہ آندھراپردیش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمات دعائیہ

جناب مولانا محمد عبدالستار ساجد قاسمی کا رسالہ ''رفع یدین کی حقیقت'' متفرق مقامات سے دیکھا ہے رسالہ کا موضوع نام سے ظاہر ہے، رسالہ کے چھ اجزاء ہیں، جن میں ابتدائی چار حصوں میں مسئلہ رفع یدین فی الصلوۃ کے مختلف پہلوؤں سے بحث کی گئی ہے۔

اور اخیر میں فرقہ اہل حدیث کے تعارف کے سلسلہ میں دو عنوانات قائم کئے گئے ہیں، جن سے اس جماعت کا عام اہل سنت والجماعت سے اختلاف اور ان کا تفرد وشذوذ نمایاں ہوجاتا ہے، اور ان کے اس دعویٰ کی حقیقت بھی آشکارا ہوجاتی ہے کہ ان کا مسلک خالص کتاب وسنت پر مبنی ہے۔ اور ہر حدیث صحیح کے سامنے ان کا سر خم ہوجاتا ہے۔

عام فہم انداز میں مرتب کردہ یہ کتاب انشاء اللہ عوام کو اس فرقہ کی ریشہ دوانیوں سے محفوظ رکھنے اور احناف کے ممتاز مسلک کو سمجھنے میں معاون ثابت ہوگی۔

خدا کرے مرتب کی یہ محنت بارآور ہو اور ان کو مزید علمی خدمات کی توفیق ملے۔

ابوالقاسم نعمانی

دارالعلوم دیوبند

۱۵/ رجب المرجب ۱۴۳۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلمات تبریک

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ محمد جمال الرحمٰن صاحب مفتاحی دامت برکاتہم

ناظم مدرسہ احیاء العلوم ٹپہ چبوترہ، حیدرآباد

مسئلہ رفع یدین ان فروعی اختلافی مسائل میں سے ہے جن کو غیر مقلدین نے غیر ضروری طور پر اچھال کر امت میں انتشار پیدا کر دیا ہے، اور مقلدین بالخصوص احناف کے خلاف بڑی غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اس لیے ضروری تھا کہ اہل علم کی طرف سے اس کا جواب دیا جائے اور امت میں پیدا کردہ احناف اور مقلدین کے تئیں غلط فہمی کو زائل کیا جائے، الحمدللہ علمائے احناف نے تمام ہی مختلف فیہ مسائل پر سیر حاصل بحث کرتے ہوئے چھوٹی بڑی بہت سے کتابیں لکھیں، اسی کی ایک کڑی یہ ایک چھوٹا سا رسالہ مسئلہ رفع یدین کے متعلق ہے جس کو مولانا عبدالستار ساجد قاسمی سلمہ نے مرتب کیا ہے اور متعدد احادیث صحیحہ کے ذریعہ مسلک حنفی کے حق و ثواب ہونے کو واضح اور مدلل کیا ہے، ساتھ ساتھ اس مسئلہ میں جو احادیث مسلک حنفی کے خلاف تھیں، ان کا جواب دیتے ہوئے حنفیہ کے وجوہِ ترجیح کو بھی بیان کیا ہے، موجودہ حالات میں یہ ایک مفید کوشش ہے، یہ مختصر رسالہ ہونے کی حیثیت سے ہر ایک کا حاصل کرنا بھی آسان ہے اور عام فہم ہونے کی وجہ سے عوام الناس کا سمجھنا بھی سہل ہے، اللہ تعالیٰ اس کو نافع بنائے اور قبولیت سے نوازے۔ آمین

محمد جمال الرحمٰن

کیم رجب المرجب ۱۴۳۵ھ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقریظ

حضرت مولانا حافظ محمد خواجہ نذیر الدین صاحب سبیلی ناظم جامعہ عائشہ نسوان حیدر آباد

خلیفہ ومجاز حضرت مولانا منیر صاحب دامت برکاتہم

الحمد لصاحب الجلالۃ و الصلوۃ و السلام علی صاحب الرسالۃ و بعد

عام طور پر یہ دستور ہے کہ اگر کوئی شخص آپ کے مکان کے کاغذات کو جھٹلائے اور کچھ کاغذات دکھا کر یہ کہے کہ یہ میرا مکان ہے، تو وہ شخص اس کے کاغذات کو دیکھ کر اپنے کاغذات کی بھی تحقیق کریگا، اور ماہر وکیل سے اپنے کاغذات کے بارے میں رائے مشورہ بھی کریگا، یہ نہیں کہے گا کہ آپ کے کاغذات مجھے صحیح نظر آ رہے ہیں، لہذا میں اپنا گھر خالی کر دوں گا۔

اسی طرح ہم تمام برسہابرس سے امام ابوحنیفہؒ کی تحقیق کردہ احادیث پر عمل کرتے ہوئے نماز ادا کر رہے ہیں اور ماشاء اللہ اسی طریقہ پر کروڑوں تعداد میں لوگ فریضہ نماز ادا کر رہے ہیں۔

اب چند لوگ کچھ حدیثوں کا حوالہ اور کتابیں پیش کرتے ہوئے؛ یہ کہتے ہیں کہ یہ طریقہ نماز صحیح نہیں ہے اور اگر آپ اسی طریقہ پر نمازوں کو ادا کر رہے ہیں تو گویا آپ اپنی نمازیں ضائع کر رہے ہیں، تو ایسے وقت میں ایک عقلمند آدمی کی ذمہ داری ہے کہ وہ محض ان کی باتوں پر اکتفاء نہ کرے بلکہ اپنے دلائل کی تحقیق اور مطالعہ کرے، اور فقہ حنفی کے ماہرین سے ان دلائل کی حقیقت کو جاننے کی کوشش کرے، لیکن دیکھنے میں یہ آ رہا ہے کہ لوگ اپنے دلائل کو جانے بغیر سامنے والوں کی باتیں مانتے چلے جا رہے ہیں اور نہ صرف مان رہے ہیں بلکہ ان کے بہکاوے میں آ کر مسلک حنفی کو اور اس کی دلیلوں کو بے بنیاد قرار دے رہے ہیں تو ظاہر ہے کہ یہ بڑی احمقانہ حرکت ہے، بلکہ ان کو چاہیے کہ وہ اپنے متروکہ مسلک کے دلائل کو جاننے کی

پوری کوشش کریں اور پوری واقفیت حاصل کریں۔

فقہ حنفی کے دلائل اوران کی تشریحات سینکڑوں کتابوں میں موجود ہیں، مگر عوام پر ان کتابوں کا پڑھنا اوراس کا مطالعہ کرنا دشوار کن ثابت ہورہا ہے، تو علماء کرام چھوٹے چھوٹے کتابچہ تیار کر کے لوگوں کے سامنے پیش کررہے ہیں، اور زیرنظر کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے اس کتاب کے مصنف مولانا عبدالستار ساجد قاسمی صاحب نے موجودہ دور کی عوام کے لیے نہایت آسان زبان میں مسئلہ رفع یدین کو واضح کیا ہے اوراس سلسلہ میں غیر مقلدین کے بے جا اعتراض کا مدلل جواب بھی دیا ہے اوران کے دلائل کی کمزوری واضح کیا ہے۔

مولانا عبدالستار ساجد قاسمی راقم الحروف کے انتہائی گہرے دوست حافظ وقاری مولانا محمد شمشیر علی صاحب سبیلیؒ کے فرزند ہیں اور بہت ہی ہونہار فرزند ہیں ان کا بچپن اوران کے والد محترم کی تربیت کا جو اندازہ تھا وہ ہمارے سامنے ہے۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ راقم السطور اور مصنف محترم کے والد صاحب ایک مرتبہ مسجد نور میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک غیر مقلد صاحب آئے اور ہم کو ہمارے ہی مسلک کے بارے میں بڑا الجھا کر چلے گئے تو ہم دونوں نے اسی وقت اس بات کی نیت کی کہ ہم اب علم حدیث وتفسیر سے واقفیت حاصل کرینگے اور مسلک احناف کو پوری تحقیق کے ساتھ جانیں گے، اور الحمدللہ اپنے مسلک کو جاننے اور اپنے موقف پر شرح صدر حاصل کرنے میں بہت حد تک کامیابی بھی حاصل کی اور ماشاء اللہ ہم دونوں نے کئی مقامات پر مسلکِ حنفی کا بہترین انداز میں دفاع بھی کیا، مگر میرے رفیق محترم مولانا محمد شمشیر علیؒ صاحب بہت ہی کم عمری میں اس دارِفانی سے کوچ کر گئے اور داعیٔ اجل کو لبیک کہا، اناللہ وانا الیہ راجعون، جب یہ کتاب سامنے آئی تو احقر کو بے انتہا خوشی محسوس ہوئی کہ انہوں نے اپنے والد محترم کے ارادے کو آگے بڑھایا، اللہ تعالیٰ موصوف محترم کی اس کاوش کو بے انتہا قبول فرمائے اوراس کتاب کو قبولِ عام وتام فرمائیں اور

عوام کے شکوک وشبہات کے ازالہ کا بہترین سبب بنائیں آمین۔

وأخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

حافظ خواجہ نذیر الدین
ناظم جامعہ عائشہ نسوان
مؤرخہ ۱۰/رجب ۱۴۳۵ھ
مطابق ۱۰/مئی ۲۰۱۴ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ الکتاب

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب دامت برکاتہم
ناظم المعہد العالی الاسلامی حیدر آباد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری عبادت کی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر نماز کے طریقہ کو اپنے قول و فعل کے ذریعہ تفصیل سے واضح فرما دیا ہے اور یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ آپ کے طریقہ کے مطابق ہی نماز ادا کی جائے کوئی خود ساختہ طریقہ اختیار نہ کیا جائے صلو کما رایتمونی اصلی چنانچہ نماز کے بہت سے افعال وہ ہیں جن کی کیفیت حدیث میں اتنی وضاحت کے ساتھ بے غبار طریقہ پر وارد ہوئی ہے کہ ان میں ایک سے زیادہ رائیوں کی کوئی گنجائش نہیں ہے اسی لیے صحابہ اکرام اور فقہائے امت کے درمیان ان کے بارے میں اختلاف رائے نہیں پایا جاتا ہے، دوسری قسم کے مسائل وہ ہیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سے زیادہ طریقے منقول ہیں اور ان میں سے کسی ایک طریقہ کا منسوخ ہونا حدیث کی صراحت یا تاریخی شہادت سے واضح نہیں ہوتا ایسے افعال میں اکثر اوقات صحابہ کرام اور فقہاء کے درمیان اختلاف رائے واقع ہوا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دین و شریعت کے منشا ورو سے سب سے زیادہ واقف صحابہ کرام تھے، خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کا طریقہ اختیار کرنے کا حکم دیا صحابہ کرام کے درمیان بھی اس قسم کے مسائل میں اختلاف موجود تھا، لیکن اس کے باوجود تمام صحابہ ایک دوسرے کو مخلص بھی سمجھتے تھے، باہم ایک دوسرے کا احترام و اکرام بھی کرتے تھے، اور یہ اختلاف کبھی

ایک دوسرے پر طعن وتشنیع کا سبب بھی نہ بن پاتا تھا، وہ ایک دوسرے کے پیچھے بلا تامل نماز بھی ادا کرتے تھے، اور مسائل میں ایک دوسرے کی طرف رجوع بھی فرماتے تھے اور یہی حال تابعین اور سلف کا رہا ہے، انہوں نے اس اختلاف کو کبھی نزاع وجدال کا سبب بننے نہیں دیا، امام سفیان ثوری ایسے اختلافی مسائل کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ یہ نہ کہو کہ علماء نے ان مسائل میں اختلاف کیا ہے، بلکہ یہ کہو کہ امت کے لیے توسع اور فراخی پیدا کی ہے، سلف صالحین نے قرآن وسنت کے دائرہ میں رہتے ہوئے اختلاف رائے کو کبھی برا نہیں سمجھا اس سلسلہ میں تاریخ اسلام کی ایسی دو شخصیتیں جو علم وفضل اور ورع وتقویٰ کے اعتبار سے امت میں مسلم حیثیت رکھتی تھیں کا اسوہ قابل تقلید ہے۔ ایک حضرت عمر بن عبد العزیزؒ اور دوسرے امام مالکؒ حمید طویل نے حضرت عمر بن عبد العزیزؒ سے ذکر کیا کہ کیا ہی بہتر ہوتا کہ آپ تمام لوگوں کو ایک رائے پر جمع کر دیتے تو حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا کہ مجھے یہ بات پسند نہیں کہ اختلاف رائے کو ختم کر دیا جائے، پھر آپ نے تمام شہروں کو ہدایت بھیجی کہ ہر جگہ وہاں کے فقہاء کی آراء پر عمل کیا جائے، دوسری مثال امام مالکؒ کی ہے جن سے غالبا تین تین عباسی خلفاء نے درخواست کی تھی کہ ہمیں اجازت دیں تو آپ کی موطا کے متعدد نسخہ تیار کر کے شہر بھیج دیا جائے۔ اور یہ حکم جاری کر دیا جائے کہ تمام لوگ اسی کتاب کے مطابق عمل کریں اور اس کے علاوہ جو دوسری رائیں ہیں انہیں چھوڑ دیا جائے، اس طرح لوگوں میں اختلاف باقی نہیں رہے گا، لیکن امام مالکؒ نے اس سے منع فرما دیا کہ مختلف جگہ مختلف حدیثیں پہنچیں ہیں اور مختلف فقہاء کی مختلف آراء ہیں لوگوں کو چھوڑنے پر مجبور نہ کیا جائے۔

مسلمانوں کا آپسی کی اتحاد واتفاق اور ان کو اختلاف وانتشار سے بچانا اسلاف کے نزدیک کتنا اہم تھا، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ علامہ ابن عبد البر نے خود اپنے استاذ عبد الملک بن ہاشم کا واقعہ نقل کیا ہے کہ وہ نماز میں۔ عند کل خفض ورفع۔ رفع یدین کے

قائل تھے جیسا کہ مؤطا امام مالکؒ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے منقول ہے، لیکن اس پر عمل نہیں کرتے تھے، علامہ ابن عبدالبر نے جب اپنے استاذ سے اس کے بارے میں پوچھا کہ آپ خود اس پر عمل کیوں نہیں کرتے تو فرمایا کہ یہاں کے مسلمانوں کا اس پر عمل نہیں ہے اور مسلمانوں کے اجماعی عمل کی مخالفت سلف کا طریقہ نہیں رہا ہے گویا ایسا عمل نہیں کرنا چاہیئے جو عام مسلمانوں کے لیے وحشت اور انتشار کا سبب ہو۔ سوائے اس کے کہ کوئی بات خلاف شریعت ہو۔

علامہ ابن تیمیہؒ جن کو اہل حدیث حضرات اپنے امام اور مقتدا تسلیم کرتے ہیں نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ اگر کہیں مسلمانوں کا کسی بات پر عمل نہ ہو، کیوں کہ وہ اس کے قائل نہیں ہوں اور دوسرا شخص اس کو مستحب سمجھتا ہو تو اس دوسرے شخص کے لیے وہاں اس کا ترک کردینا بہتر ہے، کیوں کہ ایک مسلمان کی تالیف قلب اس طرح کے مستحبات پر عمل کرنے سے بڑھ کر ہے، سلف صالحین کے اس عمل کے برخلاف ادھر ادھر کچھ عرصہ سے یہ شدت پیدا ہوگئی کہ ائمہ مجتہدین کی اشاعتِ حق اسلام کی صحیح تشریح اور قرآن وحدیث کی روشنی میں متعین کردہ ان کے شرعی خطوط کو من گھڑت اور غلط ثابت کرنے کی مسلسل تحریک چلائی جارہی ہے، اور اس کے بالمقابل اپنے نظریات کو ہی صحیح باور کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، فروعات وجزئیات کو فرض و واجب کا درجہ دیکر دوسرے کو گمراہ قرار دیا جارہا ہے اور اسی کی نماز کو نادرست اور اکارت کہا جارہا ہے، وہ مسائل جن میں روایتیں مختلف ہیں اور صحابہ کرام کے درمیان اختلاف رہا ہے یہ مجتہدین امت کے درمیاں ان میں اختلاف بہتر اور غیر بہتر اور افضل یا غیر افضل ہے، کو بنیاد بنا کر مسجدوں کو جنگ وجدال کا مرکز بنالیا گیا ہے۔ فیا سفاہ و یا عجباہ۔

ان ہی مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ رفع یدین کا بھی ہے، نماز شروع کرتے ہوئے دونوں ہاتھ اٹھائیں جائینگے اور یہ عمل مسنون ومستحب ہے اس پر تقریبا فقہاء کا اتفاق ہے البتہ

اس کے علاوہ نماز میں کن مواقع پر رفع یدین کیا جائے گا؟

اس میں فقہاء کا اختلاف ہے، سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ اور سیدنا امام مالکؒ کے نزدیک صرف ابتدائے نماز میں ہی رفع یدین کیا جائے گا، یہی رائے متعدد اکابرِ صحابہ حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود وغیرہ سے منقول ہے، سیدنا امام شافعیؒ اور سیدنا امام احمد بن حنبل اور ایک گروہ کا خیال ہے کہ رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے بھی رفع یدین کرنا مسنون یا مستحب ہے، لیکن بہر حال سبھی حضرات کے نزدیک یہ اختلاف محض اولیٰ اور غیر اولیٰ کا ہے، فرض واجب کا نہیں کہ جس پر نماز کا صحیح وفاسد ہونا موقوف ہو، لیکن افسوس کہ ہمارے زمانہ میں بعض حضرات نے اس جزوی اور فروعی مسئلہ کو ایسی اہمیت دیدی کہ گویا نماز کا صحیح ہونا اسی پر موقوف ہو، بلکہ بعض نادان اور کم فہم لوگ تو برملا کہتے ہیں کہ اس کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی، ان حالات میں علماء امت کی شرعی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اس غلط فہمی کا ازالہ کریں اور ایسی تحریر مرتب کریں جس سے عوام کے درمیاں پھیلائی جانے والی غلط فہمیاں دور ہو سکیں اور وہ فکری اعتدال امت میں باقی رہے، جو سلف صالحین کا طریقہ تھا، عزیزی مولانا محمد عبدالستار ساجد قاسمی سلمہ کی یہ تالیف ''رفع یدین کی حقیقت'' بھی اس سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے، عزیزی سلمہ نے واضح ومدلل اور تفصیل کے ساتھ اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے ترک رفع یدین سے متعلق ۲۳ / روایتوں کا تذکرہ کیا ہے، اور روایت کی سندی حیثیت پر بھی گفتگو کی ہے، زبان عام فہم ہے، البتہ لب ولہجہ میں کہیں کہیں درشتی اور کرواہٹ آ گئی ہے، جو غالبا موجودہ حالات کا ردعمل ہے؛ ورنہ جن مسائل میں عہد صحابہ سے اختلاف رہا ہے اور جن کے بارے میں ائمہ مجتہدین اور سلف صالحین کی رائیں مختلف رہی ہیں، ان میں کسی ایک رائے کو بالکل غلط اور بے بنیاد قرار دینے کی ہمت کون کرسکتا ہے؟

اس پس منظر میں امید ہے کہ انشاء اللہ یہ کتاب عوام وخواص دونوں طبقوں کے لیے

یکساں مفید ثابت ہوگی۔

آج جب کہ مؤلف عزیز کی اس تالیف پر جو غالباً ان کی پہلی کاوش ہے، یہ سطر لکھ رہا ہوں تو بے ساختہ ان کے والد مرحوم کی یاد آتی ہے، ان کے والد ماجد مولانا حافظ محمد شمسیر علی صاحب سبیلی رحمہ اللہ کو اللہ نے بڑی ذکاوت دی تھی، انہوں نے عصری تعلیم حاصل کرتے ہوئے قرآن مجید بھی حفظ کیا اور عالم کورس کی بھی تکمیل کی، اور نحو میر سے لے کر بخاری شریف تک تقریباً تمام کتابوں کو پڑھانے کا اس حقیر کو شرف حاصل ہوا، اکثر جہاں صلاحیت ہوتی ہے، وہاں صالحیت مفقود ہوتی ہے، لیکن وہ صالحیت اور سعادت مندی کے ایسے جامع تھے جسکی مثال ملنی مشکل ہے، مجھ کو ان سے اور ان کو مجھ سے بے حد تعلق تھا، ان کا عقد نکاح بھی ان کی خواہش پر میں نے پڑھایا، بلکہ ان کی شادی پر تہنیتی نظم بھی کہی، ان کی اہلیہ مرحومہ کی نماز جنازہ بھی ان کی خواہش پر میں نے پڑھائی اور آخر وہ تکلیف دہ وقت بھی آیا جب خود ان کی نماز جنازہ پڑھانے کی نوبت آئی، اس حادثہ پر مجھے ویسا ہی صدمہ ہوا جیسے کوئی قریبی رشتہ دار کی موت پر ہوتا ہے۔

ان کا ایک اہم وصف صبر اور رضا بہ تقدیر تھا، جب انہوں نے تجارت کے میدان میں قدم رکھا تو ابتداء بڑے کامیاب رہے پھر بعد میں کچھ حالات ایسے پیش آئے کہ بڑی آزمائشوں سے گذرے، لیکن کبھی زبان پر حرف شکایت نہیں آیا، اس سلسلہ میں یہ واقعہ قابل ذکر ہے کہ جب ان کی اہلیہ مرحومہ علالت کے آخری مرحلہ سے گذر رہی تھیں تو تقریباً روز آنہ ہی دو چار فون کی نوبت آتی تھی، جب اہلیہ کا انتقال ہوا تو لاش لے کر گھر آئے اور کچھ ہی دیر بعد میرے پاس آگئے، میں سبیل السلام میں غالباً ترمذی شریف پڑھا رہا تھا، چہرہ اترا ہوا، لیکن کوئی بے اطمینانی نہیں، میں نے سبق روک کر پوچھا، مریضہ کی کیا کیفیت ہے؟ کہنے لگے اب سکون کی حالت میں ہیں، میں نے سمجھا شاید صحت بہتر ہو رہی ہے، سبق پورا کرنے میں ۱۰ منٹ باقی

تھا، سبق پورا کرنے کے بعد میں ان کو ساتھ لے کر کمرہ میں پہنچا اور پوچھا کہ ڈاکٹر نے کیا کہا ہے؟ تب انہوں نے بتایا کہ ان کا انتقال ہو چکا ہے اور سکون سے مراد موت کا سکون ہے، اس وقت کم وبیش سارے ہی بچے چھوٹے تھے، اور چھوٹی بچی تو شیر خواری کی عمر میں تھی، وہ جب تک زندہ رہے بہ یک وقت باپ اور ماں دونوں کا کردار ادا کرتے رہے، اللہ ان کی بال بال مغفرت فرمائے، اور زندگی کے آخری دنوں میں جو انہوں نے تکلیف اٹھائی اس کو ان کے لیے بلندی درجات کا ذریعہ بنائے۔

اگر وہ اپنے فرزند دلبند کی اس تالیف کو دیکھتے تو یقینا بے حد خوش ہوتے، تاہم اگر فرشتہ میت نے ان تک یہ خبر پہنچائی تو یقینا ان کے لیے یہ بے حد سکون وطمانیت کا باعث ہوگا کہ جن امانتوں کو وہ چھوڑ گئے تھے، وہ ان کے نقش قدم پر ہیں، اور اسی منزل کی طرف ان کا سفر جاری ہے جو انہوں نے ان کے لیے متعین کی تھی، بحمد للہ اس وقت بخاری وترمذی شریف کا درس دیتے ہیں اور ایک بہتر اور کامیاب استاذ ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤلف عزیز کو ان کے والد کے لیے صدقہ جاریہ بنائے اور زیادہ سے زیادہ دین اور علم دین کی خدمت کا موقع عطا فرمائے۔

خالد سیف اللہ رحمانی

مورخہ: ۸ / رجب ۱۴۳۵

مطابق: ۸ / مئی ۲۰۱۴

سبب تالیف

گزشتہ چند سالوں سے عاجز حیدرآباد کے ایک علاقہ میں جمعہ کی خطابت کے فرائض انجام دینے کی سعادت حاصل کررہاہے یہ وہ علاقہ ہے جہاں کے اطراف واکناف کے تمام ہی مساجد کے مصلی غیر مقلدوں کے نازیبارویہ سے سخت پریشان ہیں، خصوصاعاجز جس مسجد کا خطیب ہے اس مسجد کے تو تمام ہی مصلی بہت زیادہ انتشار ذہنی کا شکار ہوتے رہتے ہیں، ہر جمعہ نئے نئے اعتراضات خاص کر رفع یدین کے سلسلہ میں کہ رفع یدین نہ کرنے والوں کو یہ کہنا کہ تمہاری نماز خلاف سنت ہے، رفع یدین نہ کرنے سے نماز نہیں ہوتی رفع یدین کرنا ہی صحیح طریقہ ہے وغیرہ بڑھتاہی جارہاتھا۔

ابتداءً عاجز نے انتہائی نرمی وشفقت کے ساتھ ان نوجوانوں کو سمجھایا اور خوب اچھے تعلقات ان سے قائم کئے تاکہ مکمل طور پر ان کی ذہن سازی کی جائے لیکن وہ ہرحال میں اپنی ضد پر اڑے رہے، کئی مرتبہ انہوں نے عاجز سے کہا کہ آپ لوگوں کو رفع یدین کرنے کا حکم دیجئے، انتشار سے بچنے کے لیے عاجز انتہائی شفقت کے ساتھ ان کی ذہن سازی کرکے خاموش کرتا رہا، اور اللہ تعالیٰ سے ان کے حق میں دلی تڑپ کے ساتھ دعا کرتا رہا، الحمدللہ دو چار کے علاوہ تمام ہی مطمئن ہوکر راہِ راست اختیار کرلی۔

ایک مرتبہ عاجز نماز جمعہ کے بعد حسب معمول مصلیوں سے گفتگو میں مشغول تھا وہی دو چار نوجوان آئے، اور مسئلہ رفع یدین پر اناب شناب بکنے لگے، امام ابوحنیفہ اور علمائے احناف کے بارے میں ناشائستہ الفاظ کہنے لگے، مسجد میں کافی مجمع تھا۔ عاجز نے پھر ایک بار امت کو انتشار سے بچانے کے لیے افہام اور تفہیم سے کام لیا لیکن وہ مسلسل سلف صالحین کی عزتیں

مجروح کرنے سے باز نہ آئے تو عاجز اپنے جذبات کو قابو میں رکھتے ہوئے فرقہ اہل حدیث کو کھل کر واضح کرنا شروع کیا تا کہ وہ اس فرقہ کی حقیقت کو سنکر تو باز آجائیں اور مسئلہ رفع یدین کو مکمل طور پر واضح کیا کہ یہ صرف افضل اور غیر افضل کا مسئلہ ہے اس مسئلہ کو لیکر امت میں انتشار پیدا کرنا انتہائی سنگین جرم ہے، مثال سے واضح کیا کہ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ؄ سے فرمایا کہ اے عائشہ اگر مجھے امت میں انتشار کا خوف نہ ہوتا تو میں کعبہ کو منہدم کر کے حطیم کی جگہ جو کہ بیت اللہ ہی کا ایک حصہ ہے بیت اللہ میں شامل کر دیتا، لیکن مجھے امت میں انتشار پیدا ہونے کا اندیشہ ہے اس لیے میں ایسا کرنے سے باز رہتا ہوں۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ امت کو انتشار اور اختلاف سے بچانا ایک ضروری امر ہے۔

لیکن افسوس کے وہ کسی بھی قیمت پر رفع یدین کو فرض سے کم درجہ دینے کے لیے تیار نہیں تھے۔ تو عاجز نے رفع یدین کی ممانعت سے متعلق مسلم شریف کی وہ حدیث پیش کی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ کیا ہو گیا کہ میں آپ حضرات کو گھوڑوں کی دم کی طرح بار بار ہاتھ اٹھاتے دیکھ رہا ہوں نماز میں سکون اختیار کرو۔ بس اس حدیث کا سننا تھا کہ وہ آگ بگولہ ہو گئے اور اٹھ کر چلے گئے اور انتشار کا بازار گرم کر دیا، پھر کیا تھا ہر دس پندرہ دنوں میں ایک نوجوان کی جماعت غیر مقلدوں کے اعتراضات کے جوابات کا مطالبہ کرنے کے لیے آتی رہی، عاجز نے ہر آنے والی جماعت کو مکمل طور پر مطمئن کرتا رہا، جس کے نتیجہ میں ایسے افراد تیار ہوئے جو ان غیر مقلدوں سے ایسے سوالات کرنے لگے جن کا ان کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔

چند دن قبل عاجز کے حکم پر ان نوجوانوں نے بار بار پریشان کرنے والے غیر مقلدوں سے رفع یدین کے سلسلہ میں ایک قولی حدیث کا مطالبہ کیا کہ صرف ایک ہی ایسی صحیح اور صریح

قولی حدیث پیش کرو کہ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنے کا حکم دیا ہو اور سجدوں میں رفع یدین کرنے سے منع فرمایا ہو۔

جواب میں غیر مقلدوں نے ایک فعلی حدیث پیش کی جو صفحہ نمبر ۵۴ پر موجود ہے اسی طرح ایک دو اور بھی حدیثیں پیش کیں جو صفحہ نمبر پر ۵۹۔۶۱ پر موجود ہیں۔

مصلیوں کے بار بار اصرار پر عاجز نے صرف جواب دینے کی غرض سے قلم اٹھایا اور پیش کردہ احادیث کا جواب اور ترک رفع یدین کے دلائل جمع کئے، اسی طرح چند سوالات بھی۔

چند دنوں کے بعد بعض علماء نے موجودہ حالات کے پیشِ نظر اس کو کتابی شکل دینے کا حکم دیا تو عاجز اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے اور اپنے اساتذہ کی دعاؤں سے عام فہم انداز میں مسئلہ رفع یدین اور فرقہ اہل حدیث کو واضح کرنا شروع کیا۔ الحمدللہ رب کریم نے محض اپنے فضل سے اس کام کو آسان کیا اور اس کی راہیں ہموار کی جس کے نتیجہ میں یہ ایک کتابی شکل میں مرتب ہوئی جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ فللہ الحمد اولا و آخرا

اس جگہ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اس کتاب کی تالیف کا مقصد صرف اور صرف غیر مقلدوں کی جانب سے اٹھائے جانے والے بے جا اعتراضات کا جواب دینا ہے تاکہ لوگوں کو گمراہ ہونے سے بچایا جا سکے اور مسلک احناف کے حق وصواب ہونے کو ثابت کیا جائے۔

نیز عاجز ادارہ اشرف العلوم حیدر آباد کے موقر استاذ محترم مولانا مفتی مشہود صاحب قاسمی کا بیحد ممنون و مشکور ہے کہ جنہوں نے اس رسالہ پر توجہ دینے اور ہمت افزائی کے ساتھ ساتھ از اول تا آخر نظر کرم فرمائی اور مفید مشورے سے بھی نوازا، اللہ آنجناب کو اجر خیر عطا فرمائے۔

بہت ہی قابل مبارک باد ہیں محترم ہر دل عزیز مولانا شیخ عبید اللہ جابر صاحب جنہوں نے کمپوزنگ کا کام نہایت ہی خوش دلی اور خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیکر عاجز کی دلی تمناؤں کو پورا کیا اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم عطا فرمائے۔

اسی طرح عاجز مجلس علمیہ آندھرا پردیش کا بھی شکر گذار ہے جس کے اراکین نے عاجز کی کی درخواست کو شرف قبولیت سے نوازا۔ دعا ہے کہ مجلس علمیہ اپنے مقاصد و عزائم میں روز افزوں مائل بہ ترقی ہو۔

آخیر میں عاجز تمام اہل علم حضرات سے ادباً درخواست کرتا ہے کہ اگر اس کتاب میں کوئی خامی نظر آئے تو بغرض اصلاح مطلع فرمائے۔ انشاء اللہ اس خامی کو اگلے ایڈیشن میں دور کر دیا جائے گا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

عاجز محمد عبدالستار ساجد

مؤرخہ ۱۵/رجب ۱۴۳۵ھ

مطابق ۱۵/مئی ۲۰۱۴ء

رفع یدین کیوں نہیں کرنا چاھیئے؟

(١٦) قرآن کی آیت قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝١ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝٢ سے رفع یدین نہ کرنا معلوم ہوتا ہے، جس کی تفصیل یہ ہے اللہ نے ارشاد فرمایا کہ وہ مومن کامیاب ہوگئے جو اپنی نمازوں میں خشوع خضوع کرتے ہیں، اس آیت کی تفسیر میں مفسر قرآن حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ خشوع کا مطلب یہ ہے کہ بندہ نماز میں دائیں اور بائیں نہ دیکھے اور نہ ہی نماز میں رفع یدین کرے (تفسیر ابن عباسؓ ص ۲۱۲)، نیز حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ "خاشعون" سے مراد وہ لوگ ہیں جو تکبیرِ تحریمہ کے علاوہ پوری نماز میں رفع یدین نہیں کرتے۔ (تفسیر سمرقندی ۲/۴۰۸)

(۲) رفع یدین نہ کرنے کی احادیث قرآن کی اصولی ہدایت کے زیادہ موافق ہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "وقوموا للّٰہ قانتین" (اللہ کے سامنے باادب فرمابردار ہوکر کھڑے ہوا کرو) اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ نماز میں حرکت کم سے کم ہو، لہذا جن احادیث میں حرکت کم ہوگی وہ اس آیت کے زیادہ مطابق ہونگی۔

(درس ترمذی: ۲/۴۲)

(۳) آپ ﷺ نے رفع یدین کرنے پر ناراضگی کا اظہار فرمایا اور نماز میں بار بار حرکت نہ کرنے اور پرسکون رہنے کا حکم دیا۔

(مسلم شریف: ۱/۱۸۱)

(۴) آپ ﷺ رفع یدین نہیں کرتے تھے چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت ابن عمرؓ حضرت براء ابن عازبؓ کی احادیث میں اس کی صراحت ہے، اور حضرت ابوحمید

ساعدیؓ کی جوحدیث بخاری شریف میں موجود ہےاس میں بھی رفع یدین کا ذکر نہیں ہے۔
(بخاری ۱/ ۱۱۴)

(۵) خلفائے راشدین بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔
(دارقطنی: ۱/ ۲۹۵۔ مصنف ابی شیبہ: ۱/ ۲۳۶)

(۶) جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔
(مصنف ابی شیبہ: ۱/ ۲۳۶۔ ترمذی: ۱/ ۵۹)

(۷) جلیل القدر صحابی حضرت ابو ہریرہؓ بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (مؤطا امام محمد: ص ر ۸۸)

(۸) حضرت ابن عمرؓ جن سے رفع یدین کی حدیث مروی ہے مگر وہ خود رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (مسند احمد: ۲/ ۱۴۶)

(۹) عام صحابہ کرامؓ تابعین عظام اور تبع تابعین بھی صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہی رفع یدین کرتے تھے، رکوع کے وقت نہیں کرتے تھے، چنانچہ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ بہت سے اہل علم صحابہ اور تابعین کا یہی مذہب ہے (یعنی رفع یدین نہ کرنا)
(ترمذی: باب رفع الیدین عند الرکوع ص/ ۲۵۷)

(۱۰) اسلام کے مراکز مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ اور کوفہ ان تینوں علاقوں میں بھی رفع یدین نہیں کیا جاتا تھا۔
(التمھید لابن عبدالبر: ۹/ ۲۱۳۔ نیل الفرقدین ص/ ۲۲۰۔ تاریخ الاسلام ذہبی: ۵/ ۳۳)

(۱۱) مشہور تابعی حضرت ابراہیم نخعیؒ نے اپنے شاگردوں کو رفع یدین کرنے سے منع فرمایا، اور ان کو صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہی ہاتھ اٹھانے کا حکم دیا۔
(دیکھئے، مصنف ابن ابی شیبہ: ۱/ ۲۶۷)

(۱۲) مشہور امام حدیث وفقہ حضرت عامر شعبی بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔
(مصنف ابن ابی شیبہ: ۱/ ۲۶۷)

(۱۳) مشہور راویٔ حدیث تبع تابعی حضرت ابوبکر بن عیاشؒ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی فقیہ کو تکبیر اولیٰ کے علاوہ رفع یدین کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

(شرح معانی الآثار:۱/ ۱۳۴)

(۱۴) آپ ﷺ کے زمانہ میں بھی رفع یدین کرنے والوں سے رفع یدین نہ کرنے والوں کی تعداد زیادہ رہی ہے۔

(۱۵) اساتذہ کے درجے کے دو بڑے امام امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ رفع یدین نہ کرنے کے قائل ہیں اور تلامذہ کے درجہ کے دو چھوٹے امام، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ رفع یدین کے قائل ہیں اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ اساتذہ کی رائے کو ترجیح دی جاتی ہے۔

(۱۶) حضرت ابن عمرؓ کی حدیث جو رفع یدین کے سلسلہ میں ہے اس میں بہت شدید اختلاف ہے جس کو دور کرنا ممکن نہیں ہے، دوسری طرف حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث اعلیٰ درجہ کی صحیح اور صریح ہے، اس میں کوئی تعرض نہیں ہے۔

(۱۷) رفع یدین کی احادیث صرف فعلی ہیں اور رفع یدین نہ کرنے کی احادیث فعلی بھی ہیں اور قولی بھی ہیں۔

(۱۸) رفع یدین کی احادیث نقل کرنے والے صحابہ اکثر کم عمر ہیں جیسے عبداللہ ابن عمر اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ یا وہ صحابہ ہیں جنہوں نے کبھی کبھار آپ کی نماز کو دیکھا جیسے وائل بن حجرؓ دوسری طرف رفع یدین نہ کرنے کی احادیث بڑی عمر اور بڑے درجہ کے صحابہ سے منقول ہیں۔(آثار السنن:۱/ ۲۱۵)

(۱۹) نماز کی تاریخ پر غور کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نماز کے افعال حرکت سے سکون کی طرف منتقل ہوئے ہیں اس طور پر کہ پہلے نماز میں بات چیت کرنا، ادھر اُدھر توجہ کرنا جائز تھا، لیکن بعد میں ان تمام چیزوں سے روک دیا گیا، بالکل اسی طرح رفع یدین جو ایک

حرکت والا عمل ہے، پہلے ہر اونچ نیچ پر تھا پھر آہستہ آہستہ تمام جگہوں سے اس کو ختم کردیا گیا صرف تکبیر تحریمہ کے وقت باقی رکھا گیا۔اس لیے کہ تکبیر تحریمہ نماز کا باڈر ہے نماز میں داخل نہیں۔

ترک رفع یدین کی پہلی دلیل

صحیح بخاری کی حدیث

عَنْ اَبِيْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَا كُنْتُ أَحْفَظَكُمْ لِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُهُ إِذَا كَبَّرَ جَعَلَ يَدَيْهِ حِذَاءَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ أَمْكَنَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ، ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهُ، فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ اِسْتَوٰى حَتّٰى يَعُوْدَ كُلُّ فَقَارٍ مَكَانَهُ، فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَلَا قَابِضِهِمَا، وَاسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ، فَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ جَلَسَ عَلٰى رِجْلِهِ الْيُسْرٰى، وَنَصَبَ الْيُمْنٰى، وَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ قَدَّمَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى، وَنَصَبَ الْأُخْرٰى وَقَعَدَ عَلٰى مَقْعَدَتِهِ

(بخاری شریف: ۱ / ۱۱۴۔ ابوداؤد: ص ۸ ۱۳۸۔ ترمذی: ۱ / ۴۰)

ترجمہ: حضرت ابوحمید ساعدیؓ نے فرمایا کہ میں تم سب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو زیادہ یاد رکھنے والا ہوں، میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ جب تکبیر تحریمہ کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں شانوں (مونڈھوں) کے برابر لے جاتے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر جما دیتے پھر اپنی پیٹھ کو جھکا دیتے، پھر جب اپنا سر اٹھاتے تو اس طرح سیدھے کھڑے ہوجاتے کہ ہر ایک جوڑ اپنی جگہ پر آ جاتا، اور جب سجدہ کرتے تو دونوں ہاتھ زمین پر رکھتے نہ ان کو بچھاتے اور نہ سمیٹ کر پہلو سے لگا دیتے اور اپنے دونوں پیر کی انگلیوں کی نوکیں قبلہ رخ کر لیتے پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعتوں میں بیٹھتے تو اپنے بائیں پاؤں پر بیٹھتے اور داہنے پیر کو کھڑا کر دیتے اور جب آخری رکعت میں بیٹھتے تو آپ نے اپنا بایاں پیر آگے کر دیا اور دوسرے پیر کو آگے کھڑا کر لیا، اپنی نشست گاہ (یعنی سرین)

کے بل بیٹھ گئے۔

وضاحت : یہ حدیث بخاری شریف کی ہے اس حدیث کو اگرچہ امام بخاریؒ نے باب سنة الجلوس فی التشہد کے تحت ذکر کیا ہے تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ بتانے کے لیے، لیکن اس حدیث میں حضرت ابوحمید ساعدیؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ بتایا ہے، اور اس میں صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے رکوع کے وقت رفع یدین کا ذکر نہیں ہے، اگر رفع یدین کرنا سنت ہوتا تو حضرت ابوحمید ساعدیؓ اس کو ضرور بیان کرتے، ان کا رکوع کے وقت رفع یدین کا ذکر نہ کرنا اس بات کی علامت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ رفع یدین نہیں کرتے تھے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی وقت رفع یدین کیا تھا جس کا انکار نہیں لیکن بعد میں رفع یدین منسوخ ہوگیا، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کا عام معمول رفع یدین نہ کرنے کا تھا۔

خلاصہ یہ ہے کہ صحیح بخاری کی اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف نماز شروع کرتے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے، اور تکبیر تحریمہ کے علاوہ کسی بھی جگہ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے، لہذا رفع یدین نہ کرنا سنت ہے۔

نوٹ: یہ حدیث بخاری کے علاوہ ابوداؤد صفحہ نمبر ۱۳۸ پر بھی ہے اس میں بھی رفع یدین کا ذکر نہیں ہے، اسی طرح ترمذی شریف صفحہ نمبر ۴۰ پر بھی ہے، اس میں بھی رفع یدین کا ذکر نہیں ہے۔

ترک رفع یدین کی دوسری دلیل

صحیح مسلم شریف کی حدیث

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ

الْأَعْمَشِ، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَا لِي أَرَاكُمْ رَافِعِي أَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ؛ اسْكُنُوا فِي الصَّلَاةِ

(مسلم شریف:۱/۱۸۱۔ابوداؤد:۱/۱۴۳)

ترجمہ: تمیم بن طرفہ حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جابرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ سے نکل کر ہمارے پاس تشریف لائے (اور ہم نماز میں رفع یدین کررہے تھے) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے کیا ہوگیا ہے کہ میں تمہیں ہاتھوں کو اٹھاتے ہوئے دیکھ رہا ہوں، گویا کہ وہ شریر گھوڑوں کی دم ہیں، نماز میں سکون اختیار کرو۔

وضاحت: اس حدیث کا ظاہر یہ ہے کہ مسجد نبوی میں بعض صحابہ نفل نماز پڑھ رہے تھے، اسی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے اور صحابہ کو نماز کے دوران رفع یدین کرتے ہوئے دیکھ کر ہاتھوں کو اٹھانے سے منع کیا اور پرسکون رہنے کا حکم دیا اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں (۱) مسجد نبوی میں چند صحابہ نفل نماز پڑھ رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں موجود نہیں تھے۔

(۲) بعض صحابہ جو نفل نماز پڑھ رہے تھے وہ نماز کے دوران یعنی رکوع کے وقت رفع یدین کررہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھ کر ناراضگی کا اظہار فرمایا اور صحابہ کو ہاتھ اٹھانے سے منع فرمایا اور بار بار حرکت نہ کرنے کا حکم دیا۔

نوٹ: غیر مقلدین اس حدیث کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث سلام کے وقت ہاتھ اٹھانے پر ممانعت کے بارے میں ہے لیکن ان کی یہ بات بالکل غلط ہے بلکہ یہ حدیث تو رکوع کے وقت رفع یدین سے منع کرنے کے بارے میں ہے، دلیل اس کی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں "اُسکُنُوا فِي الصَّلٰوةِ" (نماز میں سکون اختیار کرو) فرمایا ہے، یہ

جملہ صاف بتاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھانے سے جو ممانعت فرمائی ہے، وہ نماز کے اندر والے کام کے بارے میں ہے، اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں پرسکون رہنے کا حکم دیا، نماز میں کہنے سے یہ بات معلوم ہوئی کہ یہ نماز کے اندر والے کسی کام سے متعلق ہے، اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ جو سلام پھیرنے کا وقت ہوتا ہے وہ نماز سے باہر نکلنے کا ہوتا ہے، اس لیے کہ السلام علیکم کہتے ہی نماز ختم ہو جاتی ہے، لہذا سلام کے وقت کے کسی عمل کو نماز کے اندر کا عمل نہیں کہا جا سکتا ہے، مثال کے طور پر سلام کے وقت دائیں جانب اور بائیں جانب رخ کرنے والے کو یہ نہیں کہتے کہ اس نے نماز کے اندر دائیں جانب اور بائیں جانب رخ کیا ہے بالکل اسی طرح سلام پھیرنے والے سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ نماز کے اندر سکون اختیار کرو، کیونکہ سلام کا وقت نماز سے باہر نکلنے کا وقت ہوتا ہے سلام نماز کا درمیانی جز (حصہ) نہیں بلکہ نماز کا باڈر ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے (فتح الملہم ۲/ ۱۴)

خلاصہ یہ ہے کہ اس پوری تفصیل سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ اس حدیث میں جو ہاتھ اٹھانے کی ممانعت آئی ہے وہ رکوع کے وقت ہی کے بارے میں ہے سلام کے بارے میں نہیں اور سلام کے وقت ہاتھ اٹھانے سے منع کرنے کے بارے میں ایک دوسری حدیث ہے اور وہ یہ ہے:

كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ، وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى الْجَانِبَيْنِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَامَ تُومِئُونَ بِأَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ إِنَّمَا يَكْفِي أَحَدَكُمْ أَنْ يَضَعَ يَدَهُ عَلَى فَخِذِهِ ثُمَّ يُسَلِّمُ عَلَى أَخِيهِ مَنْ عَلَى يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ

(مسلم شریف: ۱/ ۱۸۱)

ترجمہ: جب ہم اللہ کے نبی کے ساتھ نماز پڑھتے تو سلام کے وقت السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنے کے ساتھ ہاتھوں کو بھی اٹھاتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے اس عمل کو دیکھ کر فرمایا کہ تم اپنے ہاتھوں کو شریر گھوڑوں کے دم کی طرح کیوں اٹھاتے ہو، تمہارے لیے بس یہی کافی ہے کہ تم اپنی رانوں پر ہاتھ رکھے ہوئے دائیں بائیں جانب اپنے بھائی کو سلام کرلیا کرو۔

وضاحت: اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں (۱) صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فرض نماز پڑھ رہے تھے، (۲) تمام صحابہ سلام پھیرتے وقت اپنے ہاتھوں کو اٹھا رہے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کے بعد ان کو ہاتھ اٹھانے سے منع فرمایا۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت جابر بن سمرہؓ سے دونوں طرح کی حدیثیں آئیں ہیں (یعنی رکوع اور سلام کے وقت) اور وہ دونوں مسلم شریف میں موجود ہیں، ان میں سے ایک حدیث میں رکوع کے وقت ہاتھ اٹھانے سے ممانعت آئی ہے اور دوسری حدیث میں سلام کے وقت ہاتھ اٹھانے سے ممانعت آئی ہے، لہذ غیر مقلدین کا دو الگ الگ حدیثوں کو ایک کہہ کر امت کے ناواقف بھولے بھالے نوجوانوں کو پریشان کرنا ایسا عمل ہے جو امت میں سخت انتشار کا سبب بن رہا ہے، جو عند اللہ مواخذہ کا سبب ہے۔

ترک رفع یدین کی تیسری دلیل

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ. قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ. قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ رضي الله عنه: أَلاَ أُصَلِّي بِكُمْ صَلاَةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَصَلَّى. فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلاَّ فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ.

ترجمہ: حضرت ابن مسعودؓ نے ایک مرتبہ اپنے شاگردوں سے فرمایا کیا میں تمہیں رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں؟ پھر آپ نے نماز پڑھی اور تکبیرِ تحریمہ (یعنی نماز شروع کرتے وقت کی تکبیر) کے علاوہ رفع یدین نہیں کیا۔

(ترمذی: ۱/ ۵۹۔ سنن نسائی: ۱/ ۱۲۰۔ سنن کبریٰ: ۱/ ۲۱۳) (سنن کبری البیہقی: ۲/ ۷۸۔ ابوداؤد: ۱/ ۱۰۹) (مسند ابویعلیٰ: ۲/ ۴۵۳۔ (مسند احمد: ۵/ ۲۵۔ مصنف ابن ابی شیبۃ: ۱/ ۲۱۳)

حدیث کا درجہ ومقام محدثین کے نزدیک

اس حدیث کو اگرچہ امام ترمذیؒ نے حسن (بہتر) کہا ہے۔ (ترمذی: ۱/ ۵۹)

لیکن ان کے علاوہ سب بھی محدثین اس حدیث کو صحیح قرار دیتے ہیں، چنانچہ خود غیر مقلدین کے امام ابن حزم ظاہری نے کتاب "المحلی" میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور ابن القطان المغربی نے ایک کتاب "الوھم والایھام" " میں اس کو صحیح کہا ہے، جیسا کہ حافظ زیلعی نے نصب الرایہ میں ابن دقیق العید سے یہی بات نقل کی ہے علامہ عینیؒ نے (نخب الافکار) میں اسکو صحیح کہا ہے۔

مشہور محقق علامہ احمد محمد شاکر نے مسند احمد کی تعلیق میں اسکو صحیح قرار دیا ہے۔ جمہور مالکیہ نے اس کی تصحیح کی ہے علامہ نیمویؒ نے آثار السنن میں اسکو صحیح کہا ہے۔

دیکھئے: (المحلی: ۳/ ۴۔ نصب الرایۃ: ۵/ ۲۵۱۔ آثار السنن: ۱/ ۱۰۳)

غیر مقلدین کے مشہور محدث شیخ ناصر الدین البانی نے کتاب تخریج المشکوۃ: ۱/ ۲۴۵ پر لکھا ہے (حق یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اس کی سند مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے)

غیر مقلد عالم زہیر الشاویش نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

وضاحت: یہ حدیث حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ہے یہ وہ صحابی ہیں جن کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ما حدثکم ابن مسعود فصدقوہ حضرت ابن مسعودؓ تم سے جو حدیث بیان کریں اس کی تم تصدیق کرو۔

(مستدرک حاکم: ۳/ ۳۱۹)

نیز یہ حدیث ساٹھ سندوں سے مروی ہے گویا کہ ترک رفع یدین کے مضمون کی ساٹھ حدیثیں ہوئیں، اور یہ حدیث تقریباً آٹھ سے زیادہ حدیثوں کی کتابوں میں موجود ہے جیسا کہ حوالہ دیا گیا ہے، کسی کتاب میں بھی تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین کا ذکر نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ محدثین کی ایک بڑی جماعت نے اس حدیث کو صحیح مانا ہے اور ان کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔ نیز اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں:

(۱) یہ کہ آپ ﷺ رفع یدین نہیں کرتے تھے (۲) حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ جو بڑے صحابہ میں سے ہیں، وہ بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے اور صحابہ کو رفع یدین نہ کرنے کی تعلیم دیتے تھے جیسا کہ حدیث میں ہے، نیز یہ حدیث اعلیٰ درجہ کی صحیح اور صریح ہے اور اس حدیث کے تمام راوی ثقہ اور علی شرط مسلم اور بعض کے نزدیک علی شرط شیخین ہیں، اور اس حدیث پر غیر مقلدین کی جانب سے جو اعتراضات کئے جاتے ہیں وہ محدثین کے اصولوں کے رو سے بے بنیاد ہیں۔

نوٹ: حضرت ابراہیم نخعیؒ جو اکابرِ تابعین میں سے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ حضرت وائل ابن حجرؓ نے ایک مرتبہ آپ ﷺ کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا اور حضرت ابن مسعودؓ نے پچاس مرتبہ دیکھا کہ آپ ﷺ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے پھر دوبارہ نہیں اٹھاتے تھے۔ (طحاوی شریف: ۱/ ۱۴۳)

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ ﷺ رفع یدین نہیں کرتے تھے، لہذا آپ ﷺ کی اتباع میں رفع یدین نہ کرنا ہی سنت ہوگا ہمارے لیے۔

ترک رفع یدین کی چوتھی دلیل

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَيُّوبَ الْمُخَرِّمِيُّ، وَسَعْدَانُ بْنُ نَصْرٍ، وَشُعَيْبُ بْنُ عَمْرٍو فِي آخَرِينَ قَالُوا: ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا وَقَالَ بَعْضُهُمْ: حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ لَا يَرْفَعُهُمَا، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ، وَالْمَعْنَى وَاحِدٌ

(صحیح ابوعوانہ:۲/۹۰)

ترجمہ: حضرت امام زہریؒ حضرت سالمؒ سے اور وہ اپنے والد حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ نماز شروع کرتے تو دونوں ہاتھوں کو مونڈھوں کے مقابل تک اٹھایا اور رکوع میں جانے کا ارادہ فرماتے اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد ہاتھوں کو نہیں اٹھایا، بعض راویوں نے کہا کہ آپ دونوں سجدوں کے درمیان بھی رفع یدین نہ کرتے تھے، مطلب سب راویوں کی روایت کا ایک ہی ہے۔

حدیث کا درجہ ومقام: یہ حدیث مستخرج صحیح ابوعوانہ کی ہے، اس حدیث کی سند اعلیٰ درجہ کی صحیح ہے، امام بخاری کے استاذ امام حمیدیؒ نے اس حدیث کی سند کو اعلیٰ درجہ کی صحیح مانا ہے، اسی طرح امام احمدؒ نے بھی اس حدیث کی سند کو اعلیٰ درجہ کی صحیح مانا ہے۔ دیکھئے تفصیل کے لیے۔ (الکفایۃ فی علم الروایۃ:۱/۳۹۷۔ معرفۃ علوم الحدیث ۱/۹۹)

وضاحت: یہ حدیث مستخرج صحیح ابوعوانہ کی ہے اور صحیح ابوعوانہ محدثین کے نزدیک صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی طرح کتب صحاح (حدیث کی صحیح کتابوں) میں شمار ہوتی ہے، نیز یہ

حدیث رفع یدین نہ کرنے کے سلسلہ میں بالکل صریح ہے، اس حدیث کو نقل کرنے والے صحابی حضرت ابن عمرؓ ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ صرف نماز شروع کرتے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے رکوع کے وقت ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے، اس حدیث میں قابل غور بات یہ ہے کہ حضرت ابن عمرؓ یہی وہ صحابی ہیں کہ جنہوں نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ میں نے آپ ﷺ کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا، اور یہاں فرماتے ہیں، کہ آپ ﷺ صرف نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کی اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ آپ ﷺ نے شروع میں رفع یدین کیا تھا پھر رفع یدین منسوخ ہوگیا؛ اس لیے آپ ﷺ بعد میں رفع یدین نہیں کرتے تھے، لہذا رفع یدین نہ کرنا سنت ہوگا۔

ترک رفع یدین کی پانچویں دلیل

حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا الزُّهْرِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَلَا يَرْفَعُ وَلَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

(مسند حمیدی ۲/ ۲۷۷)

ترجمہ: امام زہری فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت سالم بن عبداللہؒ نے اپنے والد حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے حوالہ سے خبر دی کہ انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ ﷺ نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ مونڈھوں تک اٹھاتے اور جب رکوع میں جانے کا ارادہ کرتے اور رکوع سے سر اٹھالیتے تو پھر رفع یدین نہ کرتے، اور نہ دونوں سجدوں کے درمیان کرتے۔

حدیث کادرجہ ومقام: اس حدیث کی سند اعلیٰ درجہ کی صحیح ہیں، اور علت وشذوذ سے بھی بری ہیں، نیز امام بخاریؒ کے اہم ترین استاذ امام حمیدیؒ کی مسند میں مذکور ہیں۔

(مسندِ حمیدی: ۲/۲۷۷)

وضاحت: حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کی اس حدیث سے یہ بات معلوم ہورہی ہے کہ آپ ﷺ صرف نماز شروع کرتے وقت ہی رفع یدین کرتے تھے، پھر دوبارہ کسی بھی جگہ رفع یدین نہیں کرتے تھے،لہذا رفع یدین نہ کرنا ہی سنت ہے۔

ضروری نوٹ: حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے مروی صحیح ابوعوانہ اور مسند حمیدی کی مذکورہ ان دو حدیثوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ ﷺ رکوع کے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

لیکن لا مذہب غیر مقلدین حضرات کے پاس صحیح ابوعوانہ اور مسند حمیدی کی مذکورہ ان دو حدیثوں کا کوئی جواب نہیں ہے اور نہ قیامت تک وہ کوئی جواب لاسکیں گے، جب ان لوگوں کو ان دو صحیح حدیثوں کا کوئی جواب نہ ملا تو ان لوگوں نے حنفی علماء پر یہ بہتان باندھا کہ حنفیوں نے اس میں تحریف کردی۔ (الامان والحفیظ) علمائے احناف ایسا جرم ہرگز نہیں کرسکتے۔

محترم قارئین یہ غیر مقلدوں کا سراسر بہتان ہے اور یہ ایک ایسا الزام ہے جس کی ان کے پاس کوئی بنیاد نہیں صحیح ابوعوانہ اور مسند حمیدی یہ دونوں کتابیں شائع ہوچکی ہیں، ان میں یہ دو حدیثیں موجود ہیں جس کو دیکھا جاسکتا ہے، نیز غیر مقلدین کے استاذ الکل مولانا سید نذیر حسین محدث کے دوشاگرد حافظ حسین معروف بہ زین العابدین اور محی الدین زینبی کے ہاتھوں کا لکھا ہوا مسند حمیدی کا قلمی نسخہ آج بھی دارالعلوم دیوبند کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ (جس کا جی چاہے اس کو دیکھ لے)

ترک رفع یدین کی چھٹی دلیل

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَوْنِ الْخَرَّازِ ثَنَا مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ

(خلافیات بیہقی بحوالہ نصب الرایہ: ۱/ ۴۰۴)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز شروع فرماتے وقت رفع یدین کرتے پھر دوبارہ نہ کرتے۔

حدیث کا درجہ اور مقام: یہ حدیث صحیح ہے کسی کے بالا وجہ ضعیف کہنے سے ہرگز ضعیف نہیں ہوسکتی، چنانچہ صحاح ستہ کے شارح محدث حجاز عابد سندھی لکھتے ہیں، ''میں کہتا ہوں کہ حدیث میں ضعف محض کسی کے ضعیف کہہ دینے سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ اس میں اسباب طعن بیان کرنے سے ہوگا، اور یہ حدیث جسے امام بیہقی نے خلافیات میں حضرت عمرؓ سے روایت کی ہے، اس کے رجال صحیحین کے رجال ہیں، لہذا سند کے صحیح ہونے کے بعد اس میں کوئی ضعف مجھے معلوم نہیں ہوتا، ہاں اگر امام مالکؒ سے نقل کرنے والے راوی مجروح ہوں تو (دوسری بات ہے اور ان میں جرح ثابت نہیں) لہذا اس عدم ثبوت کی صورت میں اصل کے لحاظ سے ان میں عدم جرح ہوگی، اس لیے میرے نزدیک یہ حدیث یقینی طور پر صحیح ہے۔

(مواہب لطیفہ شرح مسند ابی احمد قلمی بحوالہ معارف السنن: ۲/ ۴۹۸)

وضاحت: حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ کی اس حدیث سے یہ بات معلوم ہورہی ہے کہ آپ ﷺ صرف نماز شروع کرتے وقت ہی ہاتھ اٹھاتے تھے پھر کسی جگہ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے، لہذا رفع یدین نہ کرنا ہی سنت ہوگا۔

ترک رفع یدین کی ساتویں دلیل

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْمُحَارِبِيُّ، ثنا ابْنُ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مُقِيمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " تُرْفَعُ الأَيْدِي فِي سَبْعِ مَوَاطِنَ: افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ، وَاسْتِقْبَالِ الْبَيْتِ، وَالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَالْمَوْقِفَيْنِ، وَعِنْدَ الْحَجَرِ

(کشف الاستار:۱/۲۵۱۔شرح معانی الآثار:۱/۵۴)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباسؓ وحضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات موقعوں پر ہاتھ اٹھائے جائیں۔

(۱)نماز کے شروع میں (تکبیر تحریمہ کے وقت)(۲)بیت اللہ کی زیارت کے وقت(۳)صفا پر(۴)مروہ پر(۵)عرفات میں (۶) مزدلفہ میں وقوف کے وقت (۷)جمرتین پر کنکری مارنے کے وقت۔

حدیث کا درجہ اور مقام: اس حدیث کی سند حسن درجہ کی ہے اور علامہ عینیؒ نے اس حدیث کو مقبول قرار دیا ہے(شرح ابی داؤد للعینی : ۳/۲۹۹)

وضاحت: اس حدیث سے یہ بات معلوم ہو رہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات موقعوں پر ہاتھ اٹھانے کا حکم دیا:(۱) نماز شروع کرتے وقت (۲) بیت اللہ کو دیکھتے وقت (۳) صفا پر (۴) مروہ پر (۵) عرفات میں (۶) مزدلفہ میں (۷) جمروں پر کنکری مارتے وقت، قابل غور بات یہ ہے کہ ان سات جگہوں میں صرف نماز شروع کرتے وقت ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے اس لیے نماز شروع کرتے وقت ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں جس پر ہم سب عمل کرتے ہیں ،لیکن رکوع کے وقت ہاتھ اٹھانے کا اس میں ذکر نہیں ہے، اگر رکوع کے وقت ہاتھ اٹھانا

سنت ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا بھی ضرور حکم دیتے ،لہذا اس حدیث سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ صرف نماز شروع کرتے وقت ہاتھ اٹھانا چاہیئے اور تکبیر تحریمہ کے علاوہ کسی بھی جگہ ہاتھ نہ اٹھانا چاہیئے۔

نوٹ: یہ حدیث قولی ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

ترک رفع یدین کی آٹھویں دلیل

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْبَرَاءِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَى قَرِيبٍ مِنْ أُذُنَيْهِ، ثُمَّ لَا يَعُودُ

ترجمہ: حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرنے کے لیے تکبیر کہتے تو ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ آپ کے انگوٹھے کانوں کی لو کے قریب ہوجاتے۔ پھر دوبارہ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔

(ابوداؤد:۱/ ۱۰۹۔مسند ابویعلی: ۳/ ۲۴۸۔دارقطنی:۱/ ۲۹۳۔المدونۃ الکبریٰ ۱/ ۶۹۔ طحاوی:۱/ ۲۲۴۔مسند حمیدی:۲/ ۳۱۶۔مصنف عبدالرزاق:۲/ ۷۱۔شرح المعانی الاثار للطحاوی:۱/ ۱۵۴)

حدیث کا درجہ اور مقام: یہ حدیث معتبر اور حسن درجہ کی ہے اس لیے کہ اس کے راوی یزید بن ابی زیاد ثقہ ہیں، چنانچہ احمد بن صالح نے تہذیب التہذیب میں کہا ہے کہ یزید بن زیاد ثقہ راوی ہیں اور ثقہ راوی کی زیادتی معتبر ہوتی ہے۔

(تہذیب التہذیب:۱۱/ ۸۸)

وضاحت: یہ حدیث تقریباً دس کتابوں میں موجود ہے جیسا کہ حوالہ دیا گیا۔

اس حدیث میں یہ بات بالکل صاف موجود ہے کہ آپ ﷺ تکبیر تحریمہ یعنی نماز شروع کرنے کے لیے جو تکبیر کہتے تھے صرف اسی میں ہاتھ اٹھاتے تھے پھر دوبارہ کسی بھی جگہ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔

نوٹ: اس حدیث پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ اس حدیث کے آخیر میں جو ثم لا یعود کا اضافہ ہے وہ صحیح نہیں ہے لیکن یہ اعتراض غلط ہے ثم لا یعود کا جملہ صحیح ہے۔

واضح رہے کہ اس میں یزید بن ابی زیاد جو راوی ہیں ان سے کلمہ لا یعود نقل کرنے میں صرف شریک جو راوی حدیث ہے وہ اکیلے نہیں ہیں، کہ جس کی وجہ سے اعتراض کیا جائے بلکہ ان کے ساتھ حضرت سفیان ثوریؒ، حضرت سفیان بن عیینہ، حضرت ہشیم، حضرت ادریس، حضرت اسماعیل بن زکریا، حضرت محمد بن ابی لیلیٰ رحمہم اللہ نے بھی کلمہ لا یعود کو نقل کیا ہے۔

ترک رفع یدین کی نویں دلیل

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ شُعَيْبٍ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ النَّسَائِيُّ، أَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ أَبُو بُرَيْدٍ الْجَرْمِيُّ، ثنا سَيْفُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ، ثنا وَرْقَاءُ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " السُّجُودُ عَلَى سَبْعَةِ أَعْضَاءٍ: الْيَدَيْنِ، وَالْقَدَمَيْنِ، وَالرُّكْبَتَيْنِ، وَالْجَبْهَةِ، وَرَفْعُ الْأَيْدِي إِذَا رَأَيْتَ الْبَيْتَ، وَعَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وبِعَرَفَةَ وبِجَمْعٍ وَعِنْدَ رَمْيِ الْجِمَارِ وَإِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ

(معجم طبرانی کبیر: ۱۱/ ۴۵۲)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم نے فرمایا سجدہ سات اعضاء پر کیا کرو، دونوں ہاتھوں دونوں پاؤں دونوں گھٹنوں اور پیشانی پر اور ہاتھ اس وقت اٹھاؤ جب تم بیت اللہ کو دیکھو اور صفا و مروہ پر، وقوف عرفہ میں، رمی جمار کے وقت اور جب نماز کے لیے

اقامت کہہ دی جائے۔

حدیث کا درجہ اور مقام : یہ حدیث صحیح ہے اور اس کی سند بھی صحیح ہے اور یہ حدیث مرفوع اور موقوف دونوں طرح سے ثابت ہے، نیز اکثر محدثین نے مرفوع کو ترجیح دی ہے (نیل الفرقدین :ص/ ۱۳۷)

وضاحت : اس حدیث میں آپ ﷺ نے دو باتوں کا حکم دیا ہے (۱) سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا (۲) چھ جگہوں پر ہاتھ اٹھانے کا، بیت اللہ کو دیکھتے وقت، صفا پر، مروہ پر، عرفہ میں، رمی جمار کے وقت، تکبیر تحریمہ کے وقت

قابل غور بات یہ ہے کہ ان چھ جگہوں میں صرف نماز شروع کرتے وقت ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے رکوع کے وقت ہاتھ اٹھانے کا ذکر نہیں ہے، اگر رکوع کے وقت ہاتھ اٹھانا سنت ہوتا تو آپ ﷺ اس کا بھی حکم دیتے، لہذا اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے صرف نماز کے شروع میں ہاتھ اٹھانے کا حکم دیا اس لیے تکبیر تحریمہ کے علاوہ کسی بھی جگہ ہاتھ نہ اٹھانا سنت ہے۔

نوٹ : یہ بھی حدیث قولی ہے یعنی آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

ترک رفع یدین کی دسویں دلیل

حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، أَنَّ مَالِكَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ، قَالَ لِأَصْحَابِهِ: أَلَا أُنَبِّئُكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: وَذَاكَ فِي غَيْرِ حِينِ صَلَاةٍ، فَقَامَ، ثُمَّ رَكَعَ فَكَبَّرَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، فَقَامَ هُنَيَّةً، ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ هُنَيَّةً، فَصَلَّى صَلَاةَ عَمْرِو بْنِ سَلِمَةَ شَيْخِنَا هَذَا، قَالَ أَيُّوبُ: كَانَ يَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ أَرَهُمْ يَفْعَلُونَهُ كَانَ يَقْعُدُ فِي الثَّالِثَةِ وَالرَّابِعَةِ، قَالَ: فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَقَمْنَا

عِنْدَهُ. فَقَالَ: لَوْ رَجَعْتُمْ إِلَى أَهْلِيكُمْ صَلُّوا صَلاَةَ كَذَا. فِي حِينِ كَذَا صَلُّوا صَلاَةَ كَذَا. فِي حِينِ كَذَا. فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلاَةُ. فَلْيُؤَذِّنْ أَحَدُكُمْ. وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ

(بخاری شریف :۱/ ۱۱۳)

ترجمہ: ابو قلابہؒ (عبد اللہ بن زید تابعی) سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت مالک بن حویرثؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہا، کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز کا طریقہ نہ بتاؤں ابو قلابہ نے کہا اس وقت کوئی فرض نماز کا وقت نہ تھا، چنانچہ حضرت مالک بن حویرثؓ نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور رکوع کیا اور تکبیر کہی اور اس کے بعد رکوع سے اپنا سر اٹھایا اور تھوڑی دیر کھڑے رہے پھر سجدہ کیا پھر اپنا سر اٹھایا تھوڑی دیر بیٹھے رہے پھر دوسرا سجدہ کیا پھر سر اٹھا کر تھوڑی دیر بیٹھے، چنانچہ انہوں نے ہمارے اس شیخ عمرو بن سلمہ کی طرح نماز پڑھی، ایوب سختیانی کہتے ہیں کہ وہ ایک چیز ایسی کرتے تھے جو میں نے اور لوگوں کو کرتے نہیں دیکھا، وہ تیسری یا چوتھی رکعت میں بیٹھتے تھے، مالک بن حویرثؓ نے بیان کیا کہ ہم اسلام قبول کرنے کے بعد نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کی خدمت میں ایک ماہ قیام کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم اپنے اہل وعیال میں واپس جاؤ، تو ان اوقات میں اس طرح نماز پڑھنا، لہذا جب نماز کا وقت آ جائے تو تم میں سے کوئی اذان دے ، اور تم میں کا بڑا تمہاری امامت کرے۔

وضاحت: یہ حدیث بخاری شریف کی ہے امام بخاریؒ اس حدیث کو باب المکث بین السجدتین (دونوں سجدوں کے درمیان ٹھہرنے کے بیان میں ذکر کی ہے۔ اس حدیث کا مضمون یہ ہے کہ حضرت مالک بن حویرثؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کیا میں تم کو اللہ کے رسول کی نماز کا طریقہ بتاؤں، پھر حضرت مالک بن حویرثؓ نے مکمل نماز پڑھ کر بتائی،

لیکن رکوع کے وقت رفع یدین نہیں کیا، لہذا بخاری کی اس حدیث سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ رفع یدین منسوخ ہوگیا، ورنہ حضرت مالک بن حویرثؓ رفع یدین کا ذکر ضرور کرتے۔

ترک رفع یدین کی گیارھویں دلیل

اثر شیخین

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ. ثنا مُحَمَّدُ بْنُ صَالِحِ بْنِ هَانِي، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَخْلَدٍ الضَّرِيرُ، ثنا إِسْحَاقُ بْنُ أَبِي إِسْرَائِيلَ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: " صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَلَمْ يَرْفَعُوا أَيْدِيَهُمْ إِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ

(سنن کبریٰ بیہقی: ۲/ ۱۱۳۔ سنن دارقطنی: ۲۹۵)

ترجمہ: حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی، انہوں نے کسی جگہ رفع یدین نہیں کیا سوائے نماز شروع کرتے وقت۔

اثر کا درجہ اور مقام: علامہ ظفر احمد عثمانی نے اعلاء السنن میں ابن الترکمانی کے حوالے سے اس حدیث کی سند کا جید ہونا نقل کیا ہے۔ (اعلاء السنن: ۵۳/ ۳۹)

وضاحت: اس حدیث سے یہ بات معلوم ہو رہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ نماز کے شروع میں ہاتھ اٹھاتے تھے، پھر دوبارہ کسی بھی جگہ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور خلفائے راشدین کا رفع یدین نہ کرنا اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ رفع یدین منسوخ ہوگیا، اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کا عام معمول رفع

یدین نہ کرنا تھا، لہذا رفع یدین نہ کرنا آپ ﷺ کی اور خلفائے راشدین اور صحابہ کرام کی سنت ہے۔

ترک رفع یدین کی بارھویں دلیل

اثر حضرت علیؓ

حضرت علیؓ بھی تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین نہیں کرتے تھے

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قَطَّافٍ النَّهْشَلِيِّ عَنْ عَاصِمِ ابْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ مِنَ الصَّلَاةِ ثُمَّ لَا يَرْفَعُ بَعْدُ

(شرح معانی الاثار: ج:۱/ ۱۳۲)

ترجمہ: حضرت عاصم بن کلیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نماز کی پہلی تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے پھر اس کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

اثر کا درجہ اور مقام: حافظ زیلعیؒ نے فرمایا یہ اثر صحیح ہے۔ (نصب الرایۃ ۱/ ۴۰۶)

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اس اثر کے رجال ثقہ ہیں۔ (الدرایہ: ص ۸۵)

وضاحت: حضرت علیؓ کا یہ اثر تکبیر تحریمہ کے علاوہ کسی بھی جگہ رفع یدین نہ کرنے میں بالکل صریح ہے، اس اثر سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت علیؓ بھی رکوع کے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے، حالاں کہ حضرت علیؓ خود آپ ﷺ سے رفع یدین کی روایت نقل کرتے ہیں، لیکن حضرت علیؓ نے رفع یدین نہ کرنے کو اپنا معمول بنایا اس سے یہ بات طئے ہوجاتی ہے کہ رفع یدین کی روایت جو حضرت علیؓ سے مروی ہے وہ منسوخ ہوگئی، اس لیے کہ حضرت علیؓ کا عمل اس کے خلاف ہے، اور راوی کا عمل جب روایت کے خلاف ہوتا ہے تو وہ روایت ساقط الاعتبار ہوجاتی ہے، اور یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ راوی کے نزدیک روایت کا

منسوخ ہونا متحقق ہو چکا ہے، لہذا حضرت علیؓ سے یہ بات ممکن نہیں ہے کہ حضرت علیؓ حضور ﷺ کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھ لیں پھر وہ حضور ﷺ کے بعد رفع یدین کرنا چھوڑ دیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ خلیفہ رابع حضرت علیؓ کا عام معمول بھی تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین نہ کرنے کا تھا، اس لیے بھی رفع یدین نہ کرنا راجح ہوگا۔

ترک رفع یدین کی تیرھویں دلیل

اثر عبداللہ ابن مسعودؓ

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مَعْشَرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ مَا يُسْتَفْتَحُ ثُمَّ لَا يَرْفَعُهُمَا

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ۱/۲۷۶)

ترجمہ: حضرت ابراہیم نخعیؒ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نماز شروع کرتے وقت ہاتھوں کو اٹھاتے تھے پھر دوبارہ نہیں اٹھاتے تھے۔

اثر کا درجہ اور مقام: حافظ ابن ترکمانیؒ نے اس اثر کے بارے میں کہا کہ اس کی سند صحیح ہے۔ (الجوھر النقی مع السنن الکبری للبیہقی: ۲/۷۹)

وضاحت: اس اثر سے یہ بات معلوم ہو رہی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جیسے جلیل القدر صحابی بھی رکوع کے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے، حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ یہ وہ صحابی ہیں جو اللہ کے رسول ﷺ کے خصوصی خادم تھے اکثر آپ ﷺ کے ساتھ رہا کرتے تھے اسلام لانے والوں میں ان کا چھٹا نمبر ہے، آپ ﷺ کے جوتے اور مسواک کے محافظ تھے، تمام غزوات میں شریک رہے، اصحاب بدریین میں سے ہیں، اگر رفع یدین کرنے کی سنت باقی ہوتا تو حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ ہرگز اس کو نہ چھوڑتے اور نہ اپنے شاگردوں کو رفع یدین

نہ کرنے کی تعلیم دیتے۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ بات حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے رکوع کے وقت ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے، اس لیے بھی رفع یدین نہ کرنا افضل ہوگا۔

ترک رفع یدین کی چودھویں دلیل

اثر حضرت ابو ہریرہؓ

اَخْبَرَنَا مَالِكٌ اَخْبَرَنِی نُعَیْمِ الْمُجَمَّرِ وَ اَبُو جَعْفَرَ الْقَارِی اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ كَانَ یُصَلِّی بِهِمْ فَیُكَبِّرُ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ وَقَالَ الْقَارِی وَكَانَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ حِیْنَ یُكَبِّرُ وَیَفْتَتِحُ الصَّلٰوةَ

(مؤطا امام محمد: ص/ ۹۰)

ترجمہ: حضرت نعیم المجمر اور یزید بن القعقاع ابوجعفر القاری بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ ہمیں نماز پڑھاتے تھے تو ہر جھکنے اور اٹھنے کے وقت تکبیر کہتے تھے، ابوجعفر نے مزید یہ وضاحت کی کہ نماز شروع کرتے وقت جب تکبیر تحریمہ کہتے تو ہاتھوں کو اٹھاتے۔

اثر کا درجہ اور مقام: اس اثر کی سند اعلیٰ درجہ کی صحیح ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ (مؤطا امام محمد ص/ ۹۰)

وضاحت: اس اثر سے بھی یہ بات معلوم ہورہی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ جو معروف ومشہور صحابی ہیں، وہ بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے، اگر رفع یدین کرنا سنت ہوتا تو حضرت ابو ہریرہ جیسے عاشق رسول صحابی ہرگز اس کو نہ چھوڑتے تھے، لہذا یہ بات طئے ہوجاتی ہے کہ رفع یدین نہ کرنا افضل ہے۔

ترک رفع یدین کی پندرھویں دلیل

اثر حضرت عبداللہ بن عمرؓ

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ، يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَا يَفْتَتِحُ

(موطا امام محمد: ص ۹۰۔ مصنف ابن ابی شیبۃ: ۱/ ۲۶۸)

ترجمہ: حضرت امام مجاہد بیان کرتے ہیں کہ میں نے نہیں دیکھا حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کو رفع یدین کرتے ہوئے سوائے ابتدائے نماز کے۔

اثر کا درجہ اور مقام: اس اثر کے راوی ابوبکر بن عیاشؒ امام بخاریؒ کے استاذ ہیں، اور اثر کے تمام راوی ثقہ اور بخاری کے رجال ہیں اس لیے اس اثر کے صحیح ہونے میں کوئی شک نہیں، چنانچہ علامہ عینیؒ نے فرمایا کہ اس کی سند صحیح ہے۔

(عمدۃ القاری: ۵/ ۲۷۳)

وضاحت: اس اثر سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا رفع یدین نہ کرنا اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ رفع یدین منسوخ ہوگیا، اس لیے کہ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کا رفع یدین نہ کرنا اس وقت تک ممکن نہیں ہوسکتا، جب تک ان کے پاس رفع یدین کے منسوخ ہونے پر کوئی پکی دلیل موجود نہ ہو، لہذا یہ بات مُسلم ہو جاتی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی جو حدیث رفع یدین کے بارے میں ہے وہ منسوخ ہوگئی، اسی وجہ سے انہوں نے روایت کے خلاف عمل کیا، معلوم ہوا کہ رفع یدین نہ کرنا افضل ہے۔

نوٹ: حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کے اس اثر پر جو اعتراضات کئے جاتے ہیں وہ اصول محدثین کے لحاظ سے بے بنیاد ہیں اور یہ اثر بلا غبار صحیح ہے۔

ترک رفع یدین کی سولھویں دلیل

اثر حضرت عبداللہ ابن عباسؓ

حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَا تُرْفَعُ الْاَيْدِيْ اِلَّا فِيْ سَبْعِ مَوَاطِنَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ وَاِذَا رَاَى الْبَيْتَ وَعَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَفِيْ عَرَفَاتَ وَفِيْ جَمْرَةٍ عِنْدَ الْجِمَارِ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ: ۱/ ۲۶۸)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ صرف سات مواقع میں ہاتھ اٹھائے جائیں، جب نماز کو کھڑا ہو (تکبیر تحریمہ کے وقت) اور جب بیت اللہ کو دیکھے اور صفا مروہ پر اور عرفات میں (وقوف کے وقت) اور مزدلفہ میں اور جمرہ پر کنکری مارنے کے وقت۔

اثر کا درجہ اور مقام: حضرت عبداللہ ابن عباس کا یہ اثر بالکل صحیح ہے۔

(نصب الرایۃ: ۱/ ۳۹۰)

وضاحت: حضرت ابن عباسؓ کے اس اثر سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ صرف نماز شروع کرتے وقت ہاتھ اٹھانا چاہیئے اس لیے کہ حضرت ابن عباسؓ کے اس اثر میں جن سات موقعوں پر ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے ان میں صرف نماز شروع کرتے وقت ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے رکوع کے وقت ہاتھ اٹھانے کا ذکر نہیں ہے، اگر رکوع کے وقت رفع یدین کرنا سنت ہوتا تو حضرت ابن عباسؓ جو آپ ﷺ کے سگے چچا ہیں ہرگز اس کو نہ چھوڑتے، معلوم ہوا کہ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانا چاہیئے رکوع کے وقت نہیں، لہذا رفع یدین نہ کرنا افضل ہوگا۔

ترک رفع یدین کی سترھویں دلیل

اکثر صحابہ وتابعین بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، وَأَبُو أُسَامَةَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: كَانَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَصْحَابُ عَلِيٍّ، لَا يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ إِلَّا فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ، قَالَ وَكِيعٌ، ثُمَّ لَا يَعُودُونَ

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ۱/ ۲۶۸)

ترجمہ: مشہور محدث امام ابواسحاق السبیعی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ اور حضرت علیؓ کے اصحاب وتلامذہ ابتداء نماز کے علاوہ رفع یدین نہیں کرتے تھے، (یہ ابو اسامہ کے الفاظ ہیں) اور وکیع کے الفاظ یہ ہیں نماز شروع کرنے کے بعد دوبارہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

روایت کا درجہ اور مقام: اس روایت کو علامہ ابن الترکمانی نے صحیح کہا ہے اور علامہ نیمویؒ نے کہا کہ اس کی سند صحیح ہے۔ (الجواہر النقی: ۲/ ۱۱۵)

وضاحت: مشہور محدث امام ابواسحاق السبیعی کے بیان سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کے شاگرد جو صحابہ اور تابعین تھے اور جو ہزاروں کی تعداد میں تھے یہ سب حضرات رفع یدین نہیں کرتے تھے، یہ وہ حضرات ہیں جن کو قرآن نے اولٰئک ھم الراشدون کہا ہے اور یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے قرآن وحدیث اور شریعت کو امت تک پہنچایا ہے، اگر رفع یدین سنت ہوتا تو ہرگز یہ حضرات آپ ﷺ کی اس سنت کو چھوڑنے پر اتفاق نہ کرتے لہذا ان حضرات کا یہ عمل یہ بتاتا ہے کہ رفع یدین نہ کرنا ہی آپ ﷺ کی دائمی سنت تھی۔

ترک رفع یدین کی اٹھارھویں دلیل

مشہور تابعی حضرت خیثمہؒ اور حضرت ابراہیم نخعیؒ بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنْ طَلْحَةَ، عَنْ خَيْثَمَةَ، وَإِبْرَاهِيمَ، قَالَ: كَانَا لَا يَرْفَعَانِ أَيْدِيَهُمَا إِلَّا فِي بَدْءِ الصَّلَاةِ

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ۱/ ۲۶۷)

ترجمہ: طلحہ بن مرصف مشہور تابعی حضرت خیثمہ اور ابراھیم نخعی کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ یہ دونوں حضرات صرف نماز کے شروع میں رفع یدین کرتے تھے۔

وضاحت: مشہور تابعی حضرت طلحہؒ کے بیان سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ تابعی رجل صالح حضرت خیثمہؒ اور تابعی حضرت ابراہیم نخعیؒ یہ دونوں حضرات بھی رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے، لہذا رفع یدین نہ کرنا ہی افضل ہوگا۔

ترک رفع یدین کی انیسویں دلیل

مشہور تبع تابعی حضرت ابوبکر بن عیاشؒ بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے

حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: ثنا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، قَالَ: ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ: مَا رَأَيْتُ فَقِيهًا قَطُّ يَفْعَلُهُ، يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي غَيْرِ التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى

(شرح معانی الاثار: ۱/ ۱۳۴)

ترجمہ: احمد بن یونس سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر بن عیاشؒ نے کہا میں نے ہرگز کسی فقیہ کو پہلی تکبیر کے علاوہ رفع یدین کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

وضاحت: اس روایت سے بھی یہی بات ثابت ہورہی ہے کہ اسلام کے عہد زریں میں علماء وفقہا کا عام معمول رفع یدین نہ کرنے کا تھا، لہذا رفع یدین نہ کرنا راجح ہوگا۔

ترک رفع یدین کی بیسویں دلیل

حضرت امام ابوحنیفہ ؒ بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے

قَالَ مُحَمَّدٌ: السنَّةُ أَنْ يُكَبِّرَ الرَّجُلُ فِي صَلَاتِهِ كُلَّمَا خَفَضَ وَكُلَّمَا رَفَعَ. وَ إِذَا انْحَطَّ لِلسُّجُوْدِ كَبَّرَ. وَ إِذَا انْحَطَّ لِلسُّجُوْدِ الثَّانِيْ كَبَّرَ. فَأَمَّا رَفْعُ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّهُ يَرْفَعُ الْيَدَيْنِ حَذْوَ الأذنين فِي إِبْتِدَاءِ الصَّلَاةِ مَرَّةً وَاحِدَةً. ثُمَّ لَا يَرْفَعُ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلَاةِ بَعْدَ ذٰلِكَ. وَهٰذَا كُلُّهُ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رحمه الله

(موطاامام محمد: ص/ ۸۸)

ترجمہ: حضرت امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ سنت یہ ہے کہ نمازی اپنی نماز میں ہر اٹھتے بیٹھتے تکبیر کہے جب پہلے سجدہ میں جائے تو تکبیر کہے اور جب دوسرے سجدہ میں جائے تو تکبیر کہے ، رہا ہاتھوں کو اٹھانا وہ ابتداء نماز میں صرف ایک مرتبہ کانوں تک اٹھائے اس کے بعد نماز میں کسی بھی جگہ ہاتھ نہ اٹھائے اور یہ سب امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے؟

وضاحت: حضرت امام محمدؒ کے اس قول سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کا مسلک بھی ترک رفع یدین تھا، اور یہ ترک رفع یدین کا سلسلہ کوفہ میں قیام کرنے والے صحابہ سے شروع ہوا، خصوصا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور ان کے تلامذہ پھر خلیفہ رابع حضرت علی سے چلا، اگر ان صحابہ کا عمل رفع یدین کرنا ہوتا تو کوفہ میں رفع یدین کا بہت زیادہ چرچا ہوتا، لیکن یہ بات طئے ہے کہ تمام کوفہ والے اجماعی طور پر رفع یدین نہ کرنے پر عمل پیرا تھے۔

ترک رفع یدین کی اکیسویں دلیل

حضرت امام مالکؒ بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے

قَالَ مَالِكٌ لَا أَعْرِفُ رَفْعَ الْيَدَيْنِ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ تَكْبِيْرِ الصَّلٰوةِ لَا فِي خَفْضٍ

وَلَا فِی رَفْعٍ اِلَّا فِی اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ

(المدونۃ الکبریٰ: ص ۶۸)

ترجمہ: امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا رفع یدین کو نماز کی کسی بھی تکبیر میں، نہ جھکتے ہوئے نہ اٹھتے ہوئے سوائے ابتداء نماز کے۔

وضاحت: حضرت امام مالکؒ کے اس قول سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہوتی ہے کہ حضرت امام مالکؒ بھی صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے اور رکوع کے وقت ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے امام مالکؒ کا یہ مذہب ان ہی کی کتاب سے ثابت ہوتا ہے، لیکن غیر مقلدین امت کو گمراہ اور پریشان کرنے کے لیے ایک جھوٹ یہ بولتے ہیں کہ ائمہ اربع میں اکثر (یعنی امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ) رفع یدین کے قائل ہیں، چنانچہ حکیم صادق سیالکوٹی صاحب (صلوۃ الرسول صفحہ نمبر ۲۳۴) پر لکھتے ہیں کہ امام مالکؒ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ تینوں کے نزدیک رفع یدین کرنا سنت ہے، گویا کہ مذاہبِ اربعہ میں سے تین مذہب رفع یدین کے قائل ہیں۔

محترم قارئین: آپ خود غور کیجئے کہ ایک طرف خود حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ میں کسی بھی جگہ میں رفع یدین کو جانتا ہی نہیں، اور ابن القاسم کہتے ہیں حضرت امام مالکؒ نماز میں رفع یدین کو ضعیف سمجھتے تھے اور فرماتے تھے کہ رفع یدین کرنا ہی ہے تو تکبیر تحریمہ کے وقت کرو، اور مالکیہ کے نزدیک تو رفع یدین مکروہ ہے۔ (کتاب الفقہ: ۱/ ۲۵۰)

لیکن دوسری طرف غیر مقلدین زبردستی امام مالکؒ کو رفع یدین کا قائل بتا کر امت کے سامنے یہ جھوٹ باور کرانا چاہتے ہیں کہ ائمہ اربعہ کی اکثریت رفع یدین کی قائل تھی۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت امام مالکؒ جو امام شافعیؒ کے استاذ ہیں آپ بھی صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہی رفع یدین کرتے تھے، رکوع کے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے، لہٰذا رفع

یدین نہ کرنا افضل ہوگا۔

ترک رفع یدین کی بائیسویں دلیل

رفع یدین نہ کرنے پر فقہا کا اجماع

حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ مَارَأَيْتُ فَقِيْهاً قَطُّ يَفْعَلُهٗ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ غَيْرِ التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى

(شرح المعانی الآثار:۱/ ۱۳۴)

ترجمہ: حضرت ابوبکر بن عیاشؒ فرماتے ہیں میں نے ہرگز کسی فقیہ کو پہلی تکبیر کے علاوہ رفع یدین کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

وضاحت: مشہور تبع تابعی حضرت ابوبکر بن عیاش کے اس قول سے یہ بات معلوم ہورہی ہے کہ اسلام کے عہد زرین میں علماء اور فقہا کا عام معمول رفع یدین نہ کرنا تھا، لہذا رفع یدین نہ کرنا افضل ہوگا۔

نوٹ: انیسویں دلیل اور بائیسویں دلیل کے درمیاں فرق یہ ہے کہ انیسویں دلیل کو تبع تابعی کے عمل کو پیش کرنے کے لیے وضع کیا گیا، اور بائیسویں دلیل کو فقہا کے اجماع کو بیان کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہے۔

ترک رفع یدین کی تیئیسویں دلیل

کسی بھی مقام پر رفع یدین کے واجب نہ ہونے پر اجماع

قَالَ النَّوَوِيُّ أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلَى اسْتِحْبَابِ رَفْعِ اليدين عند تكبيرة الْإِحْرَامِ وَاخْتَلَفُوا فِيمَا سِوَاهَا .... وَاَجْمَعُوْا عَلٰى اَنَّهٗ لَايَجِبُ شَيْءٌ مِنَ الرَّفْعِ (نووی شرح مسلم:۱/ ۱۶۸)

ترجمہ: امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ اس بات پر اجماع ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرنا مستحب ہے، اس کے علاوہ میں اختلاف ہے، اور اس پر بھی اجماع ہے کہ رفع یدین کسی بھی مقام پر واجب نہیں۔

وضاحت: حضرت امام نوویؒ کے اس قول سے دو باتیں معلوم ہو رہی ہیں۔ (۱) نماز شروع کرتے وقت ہاتھ اٹھانا مستحب (بہتر) ہے اس پر امت کا اجماع ہے۔ (۲) نماز میں کسی بھی جگہ رفع یدین کرنا واجب (ضروری) نہیں، اس پر بھی امت کا اجماع ہے۔

خلاصہ کلام

محترم قارئین کرام:۔ مذکورہ صحیح احادیث اور آثار صحابہ و تابعین و تبع تابعین و تبع تابعین اور اقوال ائمہ سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ رکوع کے وقت جو رفع یدین تھا وہ اب باقی نہیں ہے اس لیے آپ ﷺ کا خلفاء راشدین کا حضرات عشرہ مبشرہ کا اور دیگر عام صحابہ تابعین تبع تابعین کا عام معمول رکوع کے وقت رفع یدین نہ کرنا تھا یہ حضرات صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہی ہاتھ اٹھاتے تھے رکوع کے وقت ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔

لیکن مذکور صحیح احادیث آثار صحابہ و تابعین تبع تابعین اور اقوال ائمہ اجماع امت کے خلاف لا مذہب اہل حدیث کہتے ہیں کہ رکوع کے وقت رفع یدین کرنا سنتِ متواترہ ہے، سنت مؤکدہ ہے بلکہ واجب اور فرض ہے رفع یدین نہ کرنے سے نماز ناقص اور باطل ہو جاتی ہے، حالاں کہ چاروں اماموں میں سے کوئی بھی رفع یدین کے سنت مؤکدہ یا فرض اور واجب ہونے کا قائل نہیں ہے، اور نہ ہی کسی کے نزدیک رفع یدین نہ کرنے سے نماز میں کسی بھی قسم کی کوئی کمی آتی ہے۔

الغرض:۔ چونکہ مذکورہ احادیث صحیحہ اور آثار صحابہ، تابعین و تبع تابعین اقوال ائمہ سے رکوع کے وقت رفع یدین نہ کرنا ثابت ہوتا ہے اس لیے تم کو بھی آپؐ اور صحابہ کرامؓ کی سنت پر

عمل کرنا چاہیئے ۔(یعنی رفع یدین نہیں کرنا چاہیے)

ایک ضروری نوٹ

واضح رہے کہ ترک رفع یدین کے صرف یہ ۲۳ ہی دلائل نہیں بلکہ اور بھی بہت زیادہ دلائل ہے لیکن اس رسالہ میں اختصار کی غرض سے صرف انہیں دلائل کو ذکر کیا گیا ہے، جو آپ ؐ خلفاء راشدین دیگر صحابہ، تابعین، تبع تابعین ائمہ مجتھدین کے تعامل پر مبنی ہے۔

یہ وضاحت اس لیے کی گئی کہ کوئی غیر مقلد یہ اعتراض نہ کرے کہ ترک رفع یدین کے صرف ۲۳ ہی دلائل ہیں۔

رفع یدین کی حدیث اور اس کا جواب

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: "رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى تَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَكَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ حِينَ يُكَبِّرُ لِلرُّكُوعِ، وَيَفْعَلُ ذَلِكَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، وَيَقُولُ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، وَلَا يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي السُّجُودِ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھائے یہاں تک کہ دونوں ہاتھ مونڈھوں کے برابر ہوجاتے اور جب آپ رکوع کے لئے تکبیر کہتے تو بھی آپ یہی رفع کرتے، اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو ایسا ہی کرتے تھے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تھے اور آپ یہ عمل سجدہ میں نہیں کرتے تھے۔

وضاحت: یہ حدیث بخاری و مسلم ترمذی ابوداؤد وغیرہ میں موجود ہے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی اس فعلی حدیث کا مضمون یہ ہے، حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے اسی طرح رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت بھی دونوں ہاتھ اٹھاتے، البتہ سجدے کے وقت آپ دونوں ہاتھ نہیں اٹھاتے

اس حدیث سے غیر مقلدین یہ استدلال کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ رفع یدین کرتے تھے یہ حدیث ان کی سب سے مضبوط اور قوی دلیل ہے۔

جواب: یہ ہے کہ اس حدیث کے ثبوت کا ہم انکارنہیں کرتے، بلکہ اس حدیث کی سندتو سلسلۃ الذھب (سنہری زنجیر ہے) لیکن اس حدیث کی سند کے صحیح ہونے کے باوجود رفع یدین کے سلسلے میں حضرت ابن عمرؓ کی روایات اتنی زیادہ متعارض ہیں کہ ان میں سے کسی ایک کوترجیح دینا مشکل ہے چنانچہ علامہ یوسف بنوریؒ نے کتاب معارف السنن میں یہ بات ذکر کی ہے کہ رفع یدین کے سلسلے میں حضرت ابن عمرؓ کی یہ حدیث چھ طرح سے مروی ہے اور وہ درج ذیل ہے:

(۱) حضرت امام مالکؒ نے اپنی مایہ ناز کتاب المدونۃ الکبریٰ میں حضرت ابن عمرؓ سے ایک مرفوع حدیث اس طرح روایت کی ہے کہ اس میں صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کا ذکر ہے۔ (رکوع کے وقت رفع یدین کا ذکرنہیں ہے)

(۲) حضرت امام مالکؒ نے موطا میں حضرت ابن عمرؓ سے ایک مرفوع حدیث نقل کی ہے اس میں صرف دومرتبہ رفع یدین کا ذکر ہے یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رکوع میں جاتے وقت رفع یدین کا ذکرنہیں ہے۔

(۳) بخاری مسلم وغیرہ میں حضرت ابن عمرؓ کی حدیث اس طرح آئی ہے کہ اس میں تین جگہوں پر رفع یدین کرنے کا ذکر ہے۔ (۱) نماز شروع کرتے وقت (۲) رکوع میں جاتے وقت (۳) رکوع سے سر اٹھاتے وقت۔

(۴) امام بخاری نے اپنے رسالہ جُزءِ رَفعِ الیَدَینِ میں ایک حدیث حضرت ابن عمرؓ سے اس طرح روایت کی ہے، کہ اس میں سجدہ میں جاتے وقت بھی رفع یدین کا ذکر ہے (پھر غیر مقلدین سجدہ میں جاتے وقت رفع یدین کیوں نہیں کرتے) لہٰذا رفع یدین پانچ موقع پر ثابت ہوتا ہے۔ (۱) تکبیر تحریمہ کے وقت (۲) رکوع میں جاتے وقت (۳) رکوع سے اٹھتے وقت (۴) قعدہ اولیٰ سے اٹھتے وقت۔

(۵) سجدے میں جاتے وقت۔

(۵) صحیح بخاری میں حضرت ابن عمرؓ کی ایک روایت اس طرح مروی ہے کہ اس میں چار جگہ رفع یدین کرنے کا ذکر ہے (۱) تکبیر تحریمہ کے وقت (۲) رکوع میں جاتے وقت (۳) رکوع سے اٹھتے وقت (۴) قعدہ اولیٰ سے اٹھتے وقت۔ (پھر غیر مقلدین ایسا کیوں نہیں کرتے ہیں؟)

(۶) امام طحاوی نے کتاب مُشکِلُ الآثار میں حضرت ابن عمرؓ کی مرفوع حدیث اس طرح روایت کی ہے کہ اس میں ہر جھکنے اور اٹھنے کے وقت اسی طرح رکوع، سجدہ، قیام، قعود اور دو سجدوں کے درمیان رفع یدین کا ذکر ہے۔ (معارف السنن: ۲/ ۴۷۳-۴۷۴)

اس تفصیل سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ رفع یدین کے سلسلہ میں حضرت ابن عمرؓ سے چھ طریقے ثابت ہوئے۔

محترم قارئین اس تفصیل سے حضرت ابن عمرؓ کی حدیث کے بارے میں چند باتیں معلوم ہوتی ہیں:

(الف) حضرت ابن عمرؓ کی حدیث اگرچہ سند کے اعتبار سے صحیح ہے لیکن اس حدیث میں چھ طرح سے اختلاف پایا جاتا ہے، جس کو محدثین کی اصطلاح میں اضطراب کہتے ہیں (Diffrence) اور جو حدیث مضطرب ہو اس سے استدلال نہیں کیا جا سکتا ہے محدثین اضطراب کی صورت میں حدیث کو نہیں لیتے ہیں۔

(ب) یہ حدیث فعلی ہے قولی نہیں ہے، فعل سے دوام (ہمیشہ کرنا) ثابت نہیں ہوتا ہے، لہذا اس حدیث سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمیشہ رفع یدین کرنا اور رفع یدین کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل قرار دینا بالکل غلط ہے۔

(ج) اس حدیث کو حضرت ابن عمرؓ نے روایت کیا ہے، لیکن حضرت ابن عمرؓ خود ہی رفع

یدین نہیں کرتے تھے، حضرت امام طحاویؒ نے شرح معانی الاثار میں اور ابن ابی شیبہؒ نے مصنف میں حضرت مجاہدؒ سے روایت کیا ہے کہ مشہور تابعی حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں:

صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ لَمْ يَكُنْ رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَّا فِي التَّكْبِيْرَةِ الْأُوْلَى مِنَ الصَّلٰوةِ۔

میں نے حضرت ابن عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی آپ تکبیرِ تحریمہ کے سواء نماز میں رفع یدین نہیں کئے۔ (معانی الآثار:۱/ ۱۶۳، وللفظ لہ، ابن ابی شیبہ:۱/ ۲۱۴)

(د) اس حدیث کو حضرت ابن عمرؓ کے دو شاگرد حضرت سالمؒ اور حضرت نافعؒ روایت کرتے ہیں، حضرت سالمؒ نے اس کو مرفوع کیا، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل بتایا اور حضرت نافع نے اس روایت کو موقوف بیان کیا، یعنی اس کو حضرت ابن عمرؓ کا فعل بتایا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں۔ (تحفۃ الالمعی:۲/ ۴۸)

(ھ) یہ حدیث فعلی ہے قولی نہیں، یعنی یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نہیں ہے بلکہ حضرت ابن عمرؓ کا قول ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک موقع پر رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہمیشہ رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا، مثال کے طور پر ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عذر کی وجہ سے کھڑے ہوکر بول (پیشاب) فرمایا۔ (بخاری ومسلم) کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ نعوذ باللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کھڑے ہوکر بول (پیشاب) فرماتے تھے؟ کیا اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کھڑے ہوکر پیشاب کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے؟ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

معلوم ہوا کہ جس طرح کھڑے ہوکر پیشاب کرنا سنت نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ایسا نہیں کرتے تھے، اسی طرح رفع یدین بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ نہیں کرتے تھے، بلکہ آپ نے کسی وقت رفع یدین کیا تھا بعد میں رفع یدین منسوخ ہوگیا اس لیے رفع یدین نہ کرنا سنت ہے

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس حدیث سے صرف یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے کسی وقت رفع یدین کیا تھا ہم اس کا انکار نہیں کرتے بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے رفع یدین کیا تھا مگر بعد میں رفع یدین منسوخ ہوگیا، اسی لیے آپ ﷺ نے رفع یدین کو چھوڑ دیا، پھر آپ ﷺ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔اس حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ ﷺ ہمیشہ رفع یدین کرتے تھے، یا آپ ﷺ نے وفات تک رفع یدین کیا تھا،لہٰذا اس حدیث کی وجہ سے غیر مقلدین (جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں) ان کا رفع یدین کو سنت مؤکدہ کہنا اور رفع یدین نہ کرنے والوں کو برا بھلا کہنا رفع یدین نہ کرنے والوں کی نماز کو باطل سمجھنا، رفع یدین نہ کرنے والوں کو گنہگار اور سعادت سے محروم سمجھنا سنگین جہالت اور سخت عناد کی دلیل ہے، اس لیے کہ صحیح احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ ﷺ اور خلفائے راشدین اور بہت سے صحابہ کا عمل رفع یدین نہ کرنا تھا خود حضرت ابن عمر بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے، تو کیا آپ ﷺ کی اور صحابہ کی نماز باطل تھی؟ کیا صحابہ کرام گنہگار اور سعادت سے محروم تھے۔

محترم قارئین: حق بات یہ ہے کہ آپ ﷺ نے نماز میں سکون اختیار کرنے اور حرکت نہ کرنے کا حکم دیا اور نماز میں بار بار ہاتھ اٹھانے سے حرکت ہوتی ہے اس لیے رفع یدین نہ کرنا آپ ﷺ کے حکم کی اصل اتباع ہے، اور یہی آپ ﷺ اور صحابہ کی سنت بھی ہے، اس لیے ہم کو بھی اس پر عمل کرنا چاہیئے (یعنی رفع یدین نہ کرنا چاہیئے)۔

نوٹ: اس حدیث کے راوی حضرت ابن عمرؓ آپ ﷺ کے انتقال کے وقت کم عمر تھے، اسی لیے آپ کا شمار چھوٹے صحابہ میں ہوتا ہے جو بڑے صحابہ تھے وہ رفع یدین نہیں کرتے تھے، اور چھوٹے صحابہ نے اپنے دور میں رفع یدین اس لیے شروع کیا تھا کہ آپ کا یہ عمل جو مرور زمانہ سے لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہونے لگا تھا، لوگوں کے سامنے آجائے،

اور اس سلسلہ کی جو روایات ہیں وہ محفوظ ہو جائیں۔ (تحفۃ الالمعی: ج ۲ ص: ۴۹)

رفع یدین کی حدیث اور اس کا جواب

حَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَقَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ (صحیح مسلم: ۲۵/ ۳۹۱)

ترجمہ: حضرت مالک بن حویرث ؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ جب تکبیر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ کانوں کے مقابل تک اٹھاتے اور جب رکوع کرتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ دونوں ہاتھ کانوں کے مقابل ہو جاتے، اور جب آپ ﷺ رکوع سے سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور اسی طرح کرتے (یعنی دونوں ہاتھ اٹھاتے)۔

وضاحت: اس حدیث کا مضمون یہ ہے کہ حضرت مالک بن حویرث ؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ جب تکبیر کہتے تو دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھاتے تھے، اسی طرح رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت بھی دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے۔

اس حدیث سے غیر مقلدین یہ استدلال کرتے ہیں کہ آپ ﷺ ہمیشہ رفع یدین کرتے تھے، اور رفع یدین آپ ﷺ کی سنت متواترہ ہے۔

جواب: یہ ہے کہ یہ حدیث قولی نہیں ہے (یعنی آپ ﷺ کا ارشاد نہیں ہے) بلکہ یہ حدیث فعلی ہے، (یعنی حضرت مالک بن حویرث ؓ نے آپ ﷺ کا ایک عمل نقل کیا ہے) فعل سے ہمیشہ کرنا ثابت نہیں ہوتا ہے مثال کے طور پر آپ ﷺ نے ایک مرتبہ جوتے پہن

کر نماز پڑھی، جوتے پہن کر نماز پڑھنا آپ ﷺ کا فعل (کام ہے) کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ آپ ﷺ ہمیشہ جوتے پہن کر نماز پڑھتے تھے؟ بالکل اسی طرح اس حدیث سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ ﷺ ہمیشہ رفع یدین کرتے تھے، بلکہ اس حدیث سے صرف اتنی بات معلوم ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے رفع یدین کیا، جس کا ہم انکار نہیں کرتے۔

دوسرا جواب: یہ ہے کہ اگر حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے رکوع کے وقت رفع یدین کو ثابت کر کے رکوع کے وقت رفع یدین کو سنت قرار دیا جائے اور پھر اس پر عمل کیا جائے تو پھر غیر مقلدین کو سجدہ کے وقت بھی رفع یدین کرنا ضروری ہوگا کیوں کہ سجدہ کے وقت بھی رفع یدین حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے، چنانچہ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں واذاسجد، واذا رفع رأسه من السجود کہ آپ ﷺ سجدہ میں جاتے وقت اور سجدہ سے اٹھتے وقت بھی رفع یدین کرتے تھے۔

(نسائی: ص: ۲۳۱۔ سنن کبریٰ ۱/۲۸۸)

اس حدیث کے بارے میں اہل حدیث علماء نے یہ بات لکھی ہے کہ سجدہ کے وقت رفع یدین منسوخ نہیں ہوا بلکہ یہ آپ ﷺ کی سنت متواترہ ہے اور آپ ﷺ کا آخری عمل ہے، دیکھئے

(فتاویٰ علمائے اہل حدیث: ۴/۳۰۶)

غیر مقلدین کے مشہور محدث علامہ شیخ ناصر الدین البانی کا قول ہے کہ سجدہ کے وقت رفع یدین کرنا آپ ﷺ سے دس صحابہ نے روایت کیا ہے۔

(صفۃ صلوٰۃ النبی: ص: ۱۴۶)

پھر آخر غیر مقلدین کو آپ ﷺ کی اس سنت سے کیوں دشمنی ہے کہ وہ صرف رکوع کے وقت رفع یدین کرتے ہیں اور سجدوں کے وقت رفع یدین نہیں کرتے ہیں

کیا سجدہ کے وقت رفع یدین کی حدیث کو اللہ اور اس کے رسول نے ضعیف قرار دیا ہے؟ یہ غیر مقلدین سے ایک اہم سوال ہے جس کا قیامت تک وہ جواب نہیں دے سکتے۔

خلاصہ یہ ہے کہ آپ ﷺ پہلے رکوع کے وقت سجدوں کے وقت اور ہر اونچ نیچ پر رفع یدین کرتے تھے بعد میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ نماز میں تمام جگہوں سے رفع یدین منسوخ (ختم) ہوگیا، تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کو اس لیے باقی رکھا گیا کہ وہ نماز کا باڈر (Border) ہے کیوں کہ اللہ اکبر کہنے کے بعد ہی نماز شروع ہوتی ہے۔

نوٹ: حضرت مالک بن حویرث ؓ جو رفع یدین کی حدیث بیان کرتے ہیں وہ آپ ﷺ کی خدمت میں صرف (۱۹) انیس یا (۲۰) بیس دن قیام فرمائے تھے، دوسری طرف رفع یدین نہ کرنے کی احادیث بیان کرنے والے صحابہ وہ ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں اپنی پوری یا اکثر زندگی گزاری تھی اس لیے بھی ترک رفع یدین کی روایات کو ہی ترجیح دی جائے گی۔

رفع یدین کی حدیث اور اس کا جواب

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُوْدِ فَمَا زَالَتْ تِلْكَ صَلٰوتُهٗ حَتّٰى لَقِيَ اللهَ تَعَالٰى۔

(نصب الرایۃ:۱/۴۰۹)

ترجمہ: حضرت ابن عمر ؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ جب نماز شروع کرتے تھے تو رفع یدین کرتے تھے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے، اور سجدوں میں رفع یدین نہ کرتے اللہ سے ملتے دم تک آپ ﷺ کی نماز اسی طرح رہی (یعنی وفات تک آپ ﷺ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے تھے)

وضاحت: حضرت ابن عمرؓ کی اس حدیث سے غیر مقلدین کہتے ہیں کہ آپ ﷺ وفات تک رفع یدین کرتے تھے اور رفع یدین کرنا ہی آپ ﷺ کا آخری عمل تھا، اس حدیث سے غیر مقلدین کا طریقہ استدلال یہ ہے کہ اس حدیث میں آپ ﷺ کے رفع یدین کا ذکر اور اس حدیث کے آخر میں ایک جملہ ہے: فما زالت تلک صلاته حتی لقی اللہ تعالیٰ۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ سے ملتے دم تک آپ ﷺ کی نماز اسی طرح رہی۔ معلوم ہوا کہ آپ ﷺ وفات تک رفع یدین کرتے تھے۔

یہ حدیث غیر مقلدین کی کتاب صلاۃ الرسول ص ۲۳۲ / ۲۳۳ میں موجود ہے۔

غیر مقلدین کے شیخ الحدیث اسماعیل سلفی نے بھی اس حدیث کو ذکر کیا ہے اور وہ لکھتے ہیں کہ: حنفیہ کا اس حدیث کو موضوع کہنا تعصب اور جرات ہے۔ (رسول کی نماز: ص/ ۵۱) غیر مقلدین کے محدث حافظ محمد گوندوی صاحب کے نزدیک بھی اس حدیث سے استدلال صحیح ہے ، اور اس پر جرح نا قابل التفات ہے۔

(التحقیق الراسخ: ص/ ۵۵)

جواب: یہ ہے کہ یہ حدیث موضوع (یعنی گڑھی ہوئی ہے) جس کی تفصیل یہ ہے اس حدیث کی سند علامہ زیلعی نے اس طرح ذکر کی ہے۔

عن ابی عبد اللہ الحافظ عن جعفر بن محمد بن نصر عن عبد الرحمٰن بن قریش بن خزیمۃ الھروی عن عبد اللہ بن احمد الدمجی عن الحسن بن عبد اللہ بن حمدان الرقی حدثنا عصمۃ بن محمد الانصاری حدثنا موسی بن عقبۃ عن نافع عن ابن عمر ان رسول اللہ ﷺ۔ (نصب الرایۃ: ۱/ ۴۱۰)

اس حدیث کی سند میں دو راوی ہیں، ایک عبد الرحمٰن بن قریش اور دوسرے عصمۃ بن محمد الانصاری، یہ دونوں جھوٹے اور حدیث گھڑنے والے ہیں۔

چنانچہ عبدالرحمٰن بن قریش کے بارے میں علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال ۲ / ۱۱۴) اور حافظ ابن حجر نے لسان المیزان ج: ۳ / ۴۲۵ پر لکھتے ہیں کہ محدث سلیمانی نے اس راوی کو حدیثیں گڑھنے والا قرار دیا ہے، اور دوسرا راوی عصمۃ بن محمد الانصاری کے بارے میں علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال: ۲ / ۱۹۶ پر اور حافظ ابن حجر نے لسان المیزان: ۴ / ۱۷۰ پر لکھتے ہیں، ابو حاتم فرماتے ہیں کہ عصمۃ قوی راوی نہیں ہے یحییٰ فرماتے ہیں کہ یہ بڑا جھوٹا شخص ہے حدیثیں گھڑتا ہے، عقیلی فرماتے ہیں کہ ثقہ راویوں کی طرف منسوب کرکے باطل حدیثیں بیان کرتا ہے، یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ یہ بڑا جھوٹا شخص تھا جھوٹی حدیثیں بیان کرتا تھا، (تاریخ بغداد ۱۲ / ۲۸۶) تفصیل دیکھئے۔ (نصب الرایۃ کا حاشیہ ج ۱ / ۴۱۰)

الغرض: اس موضوع و من گھڑت حدیث سے غیر مقلدین کا استدلال کرنا بالکل غلط ہے، لیکن افسوس غیر مقلدین پر کہ وہ اس موضوع حدیث کو دلیل بنا کر امت کو گمراہ کررہے ہیں ، اور اسی پر بس نہیں بلکہ اس سے آگے بڑھ کر ان لوگوں نے حدیث کے ساتھ خیانت اور بددیانتی سے کام لیا ہے، چنانچہ مولوی نورالحسن صاحب گرجاکھنی نے اس موضوع حدیث کو صحیح ثابت کرنے کے لیے اس حدیث سے جھوٹے راویوں والی سند ہٹا کر بخاری اور مسلم کی سند لگادی۔

رفع یدین سے متعلق پچاس (50) سوال جواب

سوال (۱) رفع یدین کس کو کہتے ہیں؟

جواب (۱) رفع یدین یہ عربی جملہ ہے عربی گرامر میں رفع کے معنی اٹھانا اور یدین دونوں ہاتھوں کو کہتے ہیں، تو رفع یدین کے معنی نماز میں دونوں ہاتھوں کو اٹھانا ہے، عام طور پر لوگ رکوع کے وقت ہاتھ اٹھانے کو رفع یدین کے نام سے جانتے ہیں۔

سوال (۲) نماز شروع کرنے کے لیے جو ہاتھوں کو اٹھایا جاتا ہے اس کو کیا کہتے ہیں؟

جواب (۲) نماز شروع کرنے کے لیے جو ہاتھوں کو اٹھایا جاتا ہے اس کو بھی رفع یدین کہتے ہیں، لیکن عام طور پر لوگ اس کو رفع یدین کے نام سے نہیں جانتے، بلکہ اس کو تکبیر اولیٰ یا تکبیر تحریمہ کے نام سے جانتے ہیں۔

سوال (۳) رفع یدین کرنا فرض ہے یا واجب ہے یا سنت مؤکدہ؟

جواب (۳) رفع یدین کرنا نہ فرض ہے نہ واجب ہے اور نہ ہی سنت مؤکدہ ہے بلکہ اب بطور سنت بھی باقی نہیں ہے، چنانچہ امام نووی فرماتے ہیں کہ اس بات پر اجماع ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرنا مستحب ہے اور تکبیر تحریمہ کے علاوہ کسی بھی جگہ رفع یدین کرنا واجب نہیں اس پر بھی اجماع ہے۔

(نووی شرح مسلم ج:۱ ص:۱۶۸)

سوال (۴) کیا رفع یدین نہ کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے؟ یا ثواب میں کمی ہوتی ہے؟

جواب (۴) رفع یدین نہ کرنے سے نہ نماز باطل ہوتی ہے اور نہ ثواب میں کمی ہوتی ہے، دلیل یہ ہے کہ صحیح احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین

اور بہت سے صحابہ رفع یدین نہیں کرتے تھے اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ نہ آپ ﷺ کی نماز میں کمی تھی نہ صحابہ کی نماز میں کمی تھی، تفصیل کے لیے دیکھئے۔

(مجموع فتاوی شیخ الاسلام احمد بن تیمیہ ج: ۲۲ ص: ۲۵۲)

سوال (۵) نماز شروع کرنے کے لیے ہاتھوں کو اٹھانے کا جو عمل ہے وہ نماز میں داخل ہے یا نماز سے خارج ہے؟

جواب (۵) نماز شروع کرنے کے لیے ہاتھوں کو اٹھانے کا جو عمل ہے وہ نماز سے باہر ہے، اس لیے کہ اللہ اکبر کہنے کے بعد نماز شروع ہوتی ہے اللہ اکبر کہنے سے پہلے نہیں۔

سوال (۶) کیا تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرنا مسنون و مستحب ہے؟

جواب (۶) ہاں تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرنا مسنون و مستحب ہے اور اس پر امت کا اجماع ہے

سوال (۷) کیا آپ ﷺ نے رفع یدین کرنے سے منع کیا؟

جواب (۷) ہاں آپ ﷺ نے رفع یدین کرنے سے منع کیا ہے، دلیل یہ ہے صحیح مسلم شریف میں دو حدیثیں ہیں ایک میں آپ ﷺ نے رکوع کے وقت رفع یدین کرنے سے منع فرمایا اور دوسری حدیث میں سلام کے وقت رفع یدین کرنے سے منع فرمایا۔

سوال (۸) کیا کسی بھی صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے رفع یدین کرنے پر ناراضگی کا اظہار فرمایا ہو؟

جواب (۸) ہاں صحیح مسلم: ج/۱، ص: ۱۸۱/ پر ایسی دو حدیثیں موجود ہیں جس میں سے ایک میں آپؐ نے صحابہ کرام کو رکوع کرتے وقت رفع یدین کرتے ہوئے دیکھ کر ناراضگی کا اظہار فرمایا اور فرمایا "مالی اراکم رافعی ایدیکم" الخ مجھے کیا ہو گیا کہ میں تم کو نماز

میں بار بار ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھ رہا ہوں شریر گھوڑوں کی دم کی طرح۔ نماز میں حرکت مت کرو۔ دوسری حدیث میں سلام کے وقت صحابہ ہاتھ اٹھا رہے تھے تو آپ ﷺ نے نماز کے بعد ناراضگی کا اظہار فرمایا اور حرکت نہ کرنے کا حکم دیا۔

سوال (۹) صحیح مسلم شریف میں حضرت جابرؓ سے جو حدیث مروی ہے جس میں آپ ﷺ نے رفع یدین کرنے سے منع فرمایا ہو آیا وہ حدیث رکوع کے وقت رفع یدین کی ممانعت کے بارے میں ہے یا سلام کے وقت رفع یدین کے ممانعت کے بارے میں ہے جواب دیجئے۔

جواب (۹) صحیح مسلم میں حضرت جابرؓ سے دو حدیثیں مروی ہیں ایک حدیث رکوع کے وقت رفع یدین کی ممانعت کے بارے میں ہے اور دوسری حدیث سلام کے وقت رفع یدین کی ممانعت کے بارے میں ہے، لیکن غیر مقلدین لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے دونوں حدیثوں کو ایک کہتے ہیں اور رفع یدین کی ممانعت کو صرف سلام کے وقت کے ساتھ خاص کرتے ہیں۔ تفصیل کے لئے ترک رفع یدین کی دوسری حدیث دیکھئے۔

سوال (۱۰) کیا رفع یدین کے بارے میں کوئی قولی حدیث ہے؟

جواب (۱۰) نہیں رفع یدین کے بارے میں ایک بھی قولی حدیث نہیں ہے، جتنی بھی حدیثیں ہیں وہ سب فعلی حدیثیں ہیں، غیر مقلدین قیامت تک رفع یدین کے بارے میں ایک بھی قولی حدیث پیش نہیں کر سکتے۔

سوال (۱۱) کیا رفع یدین نہ کرنے کے بارے میں کوئی قولی حدیث ہے؟

جواب (۱۱) ہاں رفع یدین نہ کرنے کے بارے میں کئی قولی احادیث ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ رفع یدین سات مقامات پر کیا جائے (۱) نماز کے شروع میں (۲) بیت اللہ کی

زیارت کے وقت (۳)صفا پر(۴)مروہ پر (۵)عرفات میں(۶) مزدلفہ میں (۷)رمی جمار کے وقت۔

(شرح المعانی الآثار ۱/ ۳۹۰)

سوال (۱۲) قولی حدیث کس کو کہتے ہیں اور فعلی حدیث کس کو کہتے ہیں؟

جواب (۱۲) قولی حدیث وہ ہے جس حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد ہو یعنی آپ نے کسی کام کا حکم دیا ہو یا کسی کام سے روکا ہو، اور فعلی حدیث درحقیقت صحابی کا قول ہوتا ہے، جب کوئی صحابی آپ ﷺ کے کسی کام کو دیکھ کر اس کی خبر دیتا ہے تو اس کو فعلی حدیث کہتے ہیں۔

سوال (۱۳) حضرت قیس بن ابی حازمؒ جو مشہور تابعی ہیں کیا وہ رفع یدین کرتے تھے؟

جواب (۱۳) حضرت قیس بن ابی حازم جو افضل التابعین ہیں آپ نے حضرات عشرہ مبشرہ کی زیارت کی ہے لیکن آپ بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

سوال (۱۴) کیا امام شعبیؒ رفع یدین کرتے تھے؟

جواب (۱۴) حضرت امام شعبیؒ جنہوں نے پانچ سو صحابہ کو دیکھا ہے اور دو سال حضرت عمرؓ کی خدمت میں رہے تھے آپ بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

سوال (۱۵) حضرت علقمہ بن قیسؒ جو مشہور تابعی ہیں کیا وہ رفع یدین کرتے تھے؟

جواب (۱۵) حضرت علقمہ بن قیسؒ جو مشہور تابعی ہیں صحابہ ان سے مسائل پوچھتے تھے آپ بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

سوال (۱۶) کیا حضرت ابراہیم نخعیؒ رفع یدین کرتے تھے؟

جواب (۱۶) حضرت ابراہیم نخعیؒ جو مشہور تابعی ہیں اور صحابہؓ کے دور کے مفتی تھے، آپ بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

سوال (۱۷) کیا حضرت اسودؒ رفع یدین کرتے تھے؟

جواب (۱۷) حضرت اسودؒ جو حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگردِ رشید تھے آپ بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

سوال (۱۸) کیا حضرت سفیان ثوریؒ رفع یدین کرتے تھے؟

جواب (۱۸) حضرت سفیان ثوریؒ رفع یدین نہیں کرتے تھے، امام ترمذیؒ نے ترمذی شریف (جلد:۱،ص:۵۹)۔ پر یہ بات ذکر کی ہے۔

سوال (۱۹) کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ رفع یدین کرتے تھے؟

جواب (۱۹) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ بلکہ ابتداء میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رفع یدین کیا تھا پھر آپ نے رفع یدین کو چھوڑ دیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

سوال (۲۰) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رفع یدین کو ترک کیا اس کی کیا دلیل ہے۔

جواب (۲۰) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت براء بن عازبؓ وغیرہ بہت سے صحابہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرتے تھے، رکوع کے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

سوال (۲۱) کیا حضرت ابن عمرؓ رفع یدین کرتے تھے؟

جواب (۲۱) حضرت ابن عمرؓ جو رفع یدین کی حدیث بیان کرتے ہیں مگر خود حضرت ابن عمرؓ کا معمول رفع یدین نہ کرنے کا تھا۔

سوال (۲۲) خلفاء راشدین کے علاوہ جو بڑے صحابہ تھے کیا وہ رفع یدین کرتے تھے؟

جواب (۲۲) خلفاء راشدین کے علاوہ جو بڑے صحابہ تھے وہ بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

(اثار السنن:۱/ ۲۱۵)

سوال (۲۳) کیا بخاری شریف میں کوئی ایسی حدیث ہے جس میں نماز کا طریقہ موجود ہو اور اس میں رفع یدین کا ذکر نہ ہو؟

جواب (۲۳) ہاں بخاری شریف میں حضرت ابوحمید ساعدی ؓ کی حدیث ہے جس میں نماز کا مکمل طریقہ بتایا گیا ہے لیکن اس میں رفع یدین کا ذکر نہیں ہے۔ (بخاری ص: ۱۱۴) اور یہ حدیث بخاری کے علاوہ (ابوداود ص ۱۳۸) پر اور (ترمذی شریف ص ۴۰) پر موجود ہے۔

سوال (۲۴) کیا رفع یدین کی حدیث نقل کرنے والے صحابہ بڑے ہیں یا چھوٹے ہیں؟

جواب (۲۴) رفع یدین کی حدیث بیان کرنے والے صحابہ اکثر چھوٹے ہیں۔ (اثار السنن ۱/ ۲۱۵)

سوال (۲۵) کیا آپ ﷺ نے اپنی ۲۳ سالہ زندگی میں کبھی کسی صحابی کو رفع یدین کرنے کا حکم دیا؟

جواب (۲۵) نہیں آپ ﷺ نے اپنی ۲۳ سالہ زندگی میں کبھی بھی کسی ایک صحابی کو بھی رفع یدین کرنے کا حکم نہیں دیا، پورے ذخیرہ حدیث میں ایک بھی حدیث ایسی نہیں ہے۔ (غیر مقلدین قیامت تک ایسی کوئی حدیث پیش نہیں کر سکتے)

سوال (۲۶) کیا عام صحابہ ؓ، تابعین اور تبع تابعین رفع یدین کرتے تھے؟

جواب (۲۶) عام صحابہ ؓ، تابعین اور تبع تابعین بھی صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے پھر کسی بھی جگہ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ (شرح ابی داؤد للعینی: ۳/ ۳۰۳)

سوال (۲۷) کیا کسی صحیح حدیث سے آپ ﷺ کا وفات تک رفع یدین کرنا ثابت ہے؟

جواب (۲۷) نہیں کسی بھی صحیح حدیث سے یہ ثابت نہیں ہے کہ آپ ﷺ وفات تک رفع یدین کرتے تھے۔

سوال (۲۸) کیا کسی بھی صحیح حدیث سے حضرت ابو ہریرہ ؓ کا رفع یدین کرنا ثابت ہے۔
جواب (۲۸) کسی بھی صحیح حدیث سے حضرت ابو ہریرہ ؓ کا رفع یدین کرنا بالکل ثابت نہیں ہے
سوال (۲۹) کیا حضرت عمر ؓ کا رفع یدین کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت ہوتا ہے؟
جواب (۲۹) کسی بھی صحیح حدیث سے حضرت عمر ؓ کا رفع یدین کرنا ثابت نہیں، بلکہ یہ ثابت ہے کہ حضرت عمر ؓ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔
سوال (۳۰) کیا کوئی ایسی صحیح حدیث موجود ہے جس میں آپ ؐ نے پہلی اور تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین کرنے کا حکم دیا ہو اور دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین سے منع کیا ہو؟
جواب (۳۰) کوئی بھی ایسی حدیث موجود نہیں ہے۔ (غیر مقلدین قیامت تک کوئی ایسی حدیث پیش نہیں کر سکتے)
سوال (۳۱) رفع یدین کرنے اور نہ کرنے کا اختلاف جائز یا ناجائز کا ہے یا افضل اور غیر افضل کا ہے؟
جواب (۳۱) رفع یدین کا اختلاف صرف افضل اور غیر افضل کا ہے، اساتذہ کے درجہ کے دو بڑے امام (امام اعظم ؒ اور امام مالک ؒ) فرماتے ہیں کہ رفع یدین نہ کرنا افضل ہے، اور تلامذہ کے درجہ کے دو چھوٹے امام (امام شافعی ؒ اور امام احمد ؒ) فرماتے ہیں کہ رفع یدین کرنا افضل ہے۔
سوال (۳۲) کیا امام ابو حنیفہ ؒ رفع یدین کرتے تھے؟
جواب (۳۲) حضرت امام ابو حنیفہ ؒ رفع یدین نہیں کرتے تھے، اور امام ابو حنیفہ ؒ کے نزدیک رفع یدین کرنا خلاف اولیٰ ہے۔ (فتاوی شامی ۱/ ۴۷۳)
سوال (۳۳) کیا امام مالک ؒ رفع یدین کرتے تھے؟

جواب (۳۳) حضرت امام مالکؒ رفع یدین نہیں کرتے تھے، بلکہ آپ رفع یدین کوضعیف سمجھتے تھے۔اور یہ فرماتے تھے،اگر رفع یدین کرنا ہی ہےتوصرف تکبیرتحریمہ کے وقت کرو۔(المدونۃ الکبریٰ:۱/۶۸)

نیز مالکیہ کے نزدیک رفع یدین کے کراہت کی صراحت ہے۔(کتاب الفقہ:۱/۲۵۰)

سوال (۳۴) رفع یدین نہ کرنے کے بارے میں کوئی ایسی حدیث ہے جو اعلیٰ درجہ کی صحیح ہو اور محدثین نے اس کو صحیح مانا ہو؟

جواب (۳۴) ہاں رفع یدین نہ کرنے کے بارے میں ایسی کئی حدیثیں موجود ہیں، ان میں ایک حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث ہے، جو تقریباً آٹھ حدیث کی کتابوں میں موجود ہے۔(۱) امام ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے(۲) امام ابن حزم ظاہری نے اپنی کتاب المحلیٰ میں اس کو صحیح کہا ہے(۳) ابن القطان نے اس کو صحیح کہا ہے(۴) علامہ عینی نے اس کو صحیح کہا ہے(۵) مشہور محقق علامہ احمد محمد شاکر نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے (۶) علامہ نیموی نے اس کو صحیح کہا ہے(۷) جمہور مالکیہ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے(۸) شیخ البانی نے کہا کہ حق یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اس کی سند مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔(تخریج المشکاۃ:۱/۲۴۵)

سوال (۳۵) کیا اسلام کے دو اہم مراکز مدینہ اور کوفہ کے رہنے والے لوگوں کا تعامل رفع یدین کرنا تھا یا نہیں؟

جواب (۳۵) نہیں مدینہ اور کوفہ کے رہنے والے لوگ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

(نیل الفرقدین: ص/۲۲)

سوال (۳۶) مکہ مکرمہ میں رفع یدین کرنا کب سے شروع ہوا؟

جواب (۳۶) مکہ مکرمہ میں ۶۴ھ میں جب حضرت عبداللہ بن زبیرؓ خلیفہ بنے تو ان کے دور

خلافت میں پھر دوبارہ رفع یدین کا سلسلہ شروع ہوا، غلباً حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے رفع یدین اس لیے شروع کیا کہ رفع یدین سے متعلق جو منسوخ حدیث ہے، وہ مُرورِ زمانہ کی وجہ سے چھوٹ نہ جائے، اس غرض سے انہوں نے رفع یدین شروع کیا، اور پھر لوگ ان کو دیکھ کر رفع یدین کرنے لگے۔ (تاریخ الاسلام للذہبی:۵ / ۳۲)

سوال (۳۷) کیا کسی صحیح حدیث سے یہ ثابت ہے کہ خلفائے اربعہ رفع یدین کرتے تھے؟

جواب (۳۷) کسی بھی صحیح حدیث سے خلفاء اربعہ کا رفع یدین کرنا ثابت نہیں، بلکہ رفع یدین نہ کرنا ثابت ہے۔ (آثار السنن ص/ ۱۳۵۔ التعلیق ال/ ص/ ۲۱۰)

سوال (۳۸) کیا غیر مقلدین کی یہ بات صحیح ہے کہ فقہ حنفی کی دو مشہور کتابیں ہدایہ اور شرح وقایہ میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ رفع یدین کرنے کی احادیث رفع یدین نہ کرنے کی احادیث کے مقابلہ میں قوی ہیں۔ برائے کرم صحیح جواب عنایت فرمائیں؟

جواب (۳۸) غیر مقلدین کی یہ بات سراسر جھوٹی ہے اس لیے کہ ہدایہ اور شرح وقایہ میں ایسی کوئی بات موجود نہیں، یہ غیر مقلدین کا مکر و فریب ہے وہ کسی بھی طرح ترک رفع یدین کی احادیث کو ضعیف قرار دینا چاہتے ہیں، اور اس کے لیے وہ ہر طرح کے جھوٹ اور مکر و فریب سے کام لیتے ہیں، اہل حق علمائے احناف کا دعویٰ ہے کہ غیر مقلدین قیامت تک یہ حوالہ عربی ہدایہ اور شرح وقایہ سے نکال کر نہیں بتا سکتے۔

سوال (۳۹) غیر مقلدین یہ کہتے ہیں کہ ائمہ اربعہ میں سے اکثر ائمہ (یعنی امام مالکؒ امام شافعیؒ، امام احمدؒ) رفع یدین کے قائل ہیں؟ کیا امام مالکؒ بھی رفع یدین کے قائل ہیں برائے کرم امام مالکؒ کا مذہب ان کی کتاب سے مع حوالہ بتلایئے؟۔

جواب (۳۹) یہ غیر مقلدین کا سراسر جھوٹ ہے رفع یدین کے قائل صرف امام شافعیؒ اور امام احمدؒ ہیں، امام مالکؒ رفع یدین کے قائل نہیں تھے، چنانچہ امام مالکؒ اپنی مشہور کتاب

المدونۃ الکبریٰ (جلد:۱ ص:۶۸) پر فرماتے ہیں، کہ میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ کسی بھی جگہ رفع یدین کو نہیں جانتا۔

سوال (۴۰) بیہقی میں حضرت ابن عمرؓ کی حدیث جس میں آپ ﷺ کا وفات تک رفع یدین کرنے کا ذکر ہے کیا وہ حدیث صحیح ہے؟

جواب (۴۰) بیہقی میں حضرت ابن عمرؓ کی جو حدیث ہے، وہ موضوع اور گھڑی ہوئی ہے، اس کی سند میں دو جھوٹے راوی ہیں، غیر مقلدین کا اس حدیث سے استدلال کرنا بالکل غلط ہے۔ تفصیل کے لیے رفع یدین کی حدیث اور اس کا جواب صفحہ نمبر ۶۱ دیکھ لیں۔

سوال (۴۱) موضوع حدیث کس کو کہتے ہیں؟

جواب (۴۱) موضوع حدیث وہ ہے جس کی غلط طور پر آپ ﷺ کی طرف نسبت کر دی گئی ہو۔

سوال (۴۲) غیر مقلدین کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ کی حدیث جو ترمذی میں ہے اس حدیث کے بارے میں امام بخاری کے استاذ حضرت عبد اللہ بن مبارک نے فرمایا ''لم یثبت'' یہ حدیث ثابت نہیں، براہ کرم اس اعتراض کا جواب عنایت فرمائیں؟

جواب (۴۲) غیر مقلدوں کا یہ کہنا کہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود کی روایت کو حضرت عبد اللہ ابن مبارکؒ نے ضعیف قرار دیا یہ درحقیقت سفید جھوٹ اور بڑا مکر و فریب اور کم علمی کی کھلی دلیل ہے، اس لیے کہ ترمذی شریف میں حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ سے دو روایتیں مروی ہیں، ان میں سے ایک جس کو حضرت عبد اللہ ابن مبارکؒ نے ضعیف قرار دیا ہے وہ یہ ہے: ان النبیﷺ لم یرفع الا فی اول مرۃ۔ اس حدیث سے حنفیہ استدلال نہیں کرتے، اور حنفیہ جس حدیث سے استدلال کرتے ہیں وہ دوسری حدیث ہے جس کو امام ترمذی نے حسن کہا ہے اور ابن حزم ظاہری (غیر مقلد) نے المحلی (۴/۸۸) میں

صحیح کہا ہے۔(تحفۃ الالمعی ۲/ ۵۰) (نصب الرایہ ۱/ ۳۹۴)

سوال (۴۳) کیا حضراتِ عشرہ مبشرہ رفع یدین کرتے تھے؟

جواب (۴۳) حضرات عشرہ مبشرہ جن کو دنیا ہی میں جنت کی خوشخبری ملی تھی، وہ حضرات بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔(شرح ابی داؤد للعینی: ۳/ ۳۰۳)

سوال (۴۴) کیا آپ ﷺ کے زمانے میں رفع یدین کرنے والوں کی تعداد زیادہ تھی، یا رفع یدین نہ کرنے والوں کی تعداد زیادہ تھی؟

جواب (۴۴) آپ ﷺ کے زمانے میں رفع یدین نہ کرنے والوں کی تعداد زیادہ تھی۔

سوال (۴۵) حضرت ابن عمرؓ رفع یدین کیوں نہیں کرتے تھے؛ حالانکہ ان سے رفع یدین کی حدیث مروی ہے؟

جواب (۴۵) حضرت ابن عمرؓ کے پاس رفع یدین کے منسوخ ہونے کی کوئی دلیل موجود تھی ہوگی ؛اس لیے وہ رفع یدین نہیں کرتے تھے ؛ کیونکہ حضرت ابن عمرؓ سے یہ بات ناممکن ہے کہ رفع یدین کی سنت باقی ہواور وہ اس پر عمل نہ کرے۔

سوال (۴۶) بخاری میں حضرت ابن عمرؓ سے رفع یدین کے بارے میں جو حدیث ہے کیا اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ ﷺ ہمیشہ رفع یدین کرتے تھے، یا رفع یدین آپ ﷺ کا آخری عمل تھا؟

جواب (۴۶) بخاری میں جو حضرت ابن عمرؓ کی حدیث ہے اس سے صرف یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے کسی وقت رفع یدین کیا تھا،لیکن اس حدیث سے کسی بھی طرح یہ بات ثابت نہیں ہوتی ہے کہ آپ ﷺ ہمیشہ رفع یدین کرتے تھے یا رفع یدین کرنا آپ ﷺ کا آخری عمل تھا۔

سوال (۴۷) حضرت علیؓ رفع یدین کیوں نہیں کرتے تھے؟ حالانکہ حضرت علیؓ سے رفع

یدین کی ایک حدیث مروی ہے۔

جواب (۴۷) حضرت علیؓ کے نزدیک رفع یدین کا منسوخ ہونا متحقق (ثابت) ہوگیا تھا ہوگا؛ اس لیے وہ رفع یدین نہیں کرتے تھے، کیوں کہ حضرت علیؓ سے یہ بات ناممکن ہے کہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد وہ رفع یدین کی سنت کو چھوڑ دیں۔

سوال (۴۸) کیا آپ کے سگے چچا حضرت ابن عباسؓ رفع یدین کرتے تھے؟

جواب (۴۸) حضرت ابن عباسؓ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

سوال (۴۹) رفع یدین اور ترک رفع یدین کے احادیث کی تعداد کیا ہے؟

جواب (۴۹) حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی تحقیق کے مطابق رفع یدین کی احادیث پندرہ ہیں، اور اس میں سے مرفوع احادیث کی تعداد صرف پانچ یا چھ ہیں اور ترک رفع یدین کی صریح روایات پانچ ہیں، البتہ اگر ان روایات کو شامل کرلیا جائے جن میں نماز کا مکمل طریقہ بیان کیا گیا ہے لیکن رفع یدین کا ذکر نہیں تو ترک رفع یدین کی روایات بہت زیادہ ہوجائیگی۔

(تحفۃ الالمعی: ۲/۴۹)

سوال (۵۰) غیر مقلدین یہ اعتراض کرتے ہیں کہ رفع یدین سے متعلق احادیث بخاری شریف میں ہیں، اس لیے وہ صحیح ہے، اور ترک رفع یدین سے متعلق احادیث بخاری میں نہیں ہیں اس لیے وہ ضعیف ہیں، براہ کرم اس اعتراض کا جواب دیجئے؟

جواب (۵۰) سب سے پہلی بات یہ ہے کہ غیر مقلدین کا یہ کہنا کہ ترک رفع یدین کی احادیث بخاری میں نہیں ہیں بالکل غلط ہے اور کم علمی کی دلیل ہے، ترک رفع یدین سے متعلق احادیث بھی بخاری شریف میں ہیں۔ تفصیل کے لیے ترک رفع یدین کی پہلی دلیل اور ۲۳ دلیل ملاحظہ فرمائیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ کسی بھی حدیث کے صحیح ہونے کے لیے اس کا بخاری میں ہونا ضروری نہیں ہے؛اس لیے کہ تمام صحیح احادیث بخاری میں نہیں، چنانچہ حضرت امام بخاریؒ نے خود یہ بات ذکر کی ہے''میں نے اپنی اس کتاب میں صحیح احادیث کونقل کیا ہے اور جن صحیح احادیث کو میں نے اپنی کتاب میں نہیں لیا وہ اس سے کہیں زیادہ ہیں'' (شروط الائمہ الخمسۃ للحازمی:ص ۸۱)۔لہذا بخاری مسلم کی احادیث کوصحیح اور باقی احادیث کوضعیف کہنا ایک من گھڑت اصول ہے جوانکارحدیث اورسراسرشرپسندی کا ذریعہ ہے۔

لامذھب غیر مقلدوں سے چند سوالات

سوال (۱) کوئی ایک ہی صحیح قولی حدیث پیش کریں جس میں آپ ﷺ نے رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنے کا حکم دیا ہو، اور سجدہ میں رفع یدین کرنے سے منع فرمایا ہو؟

لیکن ہم احناف کا یہ دعوی ہے کہ غیر مقلدین قیامت تک کوئی اس طرح کی ایک قولی حدیث بھی پیش نہیں کر سکتے۔

سوال (۲) رکوع میں جانے سے پہلے رفع یدین کرنا سنت مؤکدہ ہے یا سنت غیر مؤکدہ ہے حدیث سے اس کا حکم بتائیے؟

سوال (۳) کیا آپ ﷺ نے اپنی ۲۳ سالہ زندگی میں کبھی کسی ایک صحابی کو رفع یدین کرنے کا حکم دیا ہے؟ صحیح حدیث سے جواب دیں، اگر بخاری ومسلم سے بتایا جائے تو زیادہ بہتر ہے؟

لیکن ہم احناف کا یہ دعوی ہے کہ غیر مقلدین قیامت کی صبح تک ایسی کوئی حدیث پیش نہیں کر سکتے۔

سوال (۴) جو شخص رفع یدین نہ کرے اس کی نماز ہوتی ہے یا نہیں، کسی صحیح حدیث سے جواب دیں؟

سوال (۵) سجدہ میں جاتے وقت رفع یدین کرنا منع ہے یا حرام ہے، کوئی ایک ہی صحیح اور صریح حدیث ایسی پیش کریں جس کے معارض کوئی دوسری حدیث نہ ہو؟

سوال (۶) صرف ایک ہی صحیح اور صریح حدیث پیش کریں جس میں دوسری رکعت کے شروع میں رفع یدین کی ممانعت آئی ہو؟

سوال (۷) کیا احادیث میں یہ بات موجود نہیں ہے کہ آپ ﷺ ہر اونچ نیچ پر رفع یدین کرتے تھے، تو غیر مقلدین اس پر کیوں عمل نہیں کرتے، کیا ان احادیث کو اللہ کے رسول ﷺ نے ضعیف قرار دیا ہے؟

سوال (۸) جو شخص تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین نہ کرے اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے یا نہیں؟ صحیح اور صریح حدیث سے جواب دیں؟

سوال (۹) کیا آپ ﷺ آخر عمر تک رفع یدین کرتے تھے کوئی صحیح، صریح حدیث پیش کریں جو سند کے لحاظ سے بھی قابل اعتماد ہو؟

سوال (۱۰) کیا چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین کرنا منع ہے یا حرام ہے، حدیث سے جواب دیں؟

سوال (۱۱) کیا آپ ﷺ رکوع میں جاتے وقت یا رکوع سے سر اٹھاتے وقت ہمیشہ رفع یدین کرتے تھے۔ صحیح حدیث سے جواب دیں؟

سوال (۱۲) غیر مقلدین کہتے ہیں کہ رفع یدین کی چار سو احادیث و آثار ہیں، ذرا ان چار سو صحابہ کے نام مع حوالہ بتائے جائیں

سوال (۱۳) غیر مقلدین کہتے ہیں کہ عشرہ مبشرہ سے روایت ہے کہ آپ آخر عمر تک رفع یدین

کرتے رہے، عشرہ مبشرہ کی وہ روایت صحیح سند سے بتوثیق روایت پیش کریں۔

سوال (۱۴) صرف ایک ہی صحیح اور صریح حدیث ایسی پیش کریں کہ جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ چار رکعت والی نماز میں دس مقامات پر رفع یدین کرنا آپ ؐ کا دائمی عمل ہے جس کو آپ ؐ نے وفات تک نہیں چھوڑا؟

سوال (۱۵) صحیح بخاری اور صحیح مسلم شریف سے نماز پڑھنے کا مکمل طریقہ بالتفصیل و بالترتیب بتائیے؟

سوال (۱۶) تکبیر تحریمہ کے بعد سینے پر ہاتھ باندھنا فرض ہے یا سنت مؤکدہ؟

سوال (۱۷) جو لوگ ناف کے نیچے ہاتھ باندھتے ہیں ان کی نماز باطل ہے یا مکروہ؟ صریح اور صحیح حدیث سے جواب دیں۔

سوال (۱۸) صرف ایک صحیح اور صریح حدیث ایسی پیش کریں کہ اکیلے نمازی کے آمین آہستہ آواز سے کہنا سنت مؤکدہ ہے۔

سوال (۱۹) صرف ایک صریح حدیث پیش کریں کہ امام کے سلام کے بعد مقتدی جو رکعتیں پڑھے ان میں آمین آہستہ کہنا سنت ہے۔

سوال (۲۰) کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ سینے پر ہاتھ کر نماز پڑھتے تھے؟ صحیح صریح حدیث سے جواب دیں۔

سوال (۲۱) صرف بخاری شریف یا مسلم شریف سے نماز کا مکمل طریقہ بالترتیب و بالتفصیل بتائیے!

نوٹ: تمام قارئین سے گذارش ہے کہ اگر آپ کو کسی اہل حدیث غیر مقلد سے واسطہ پڑ جائے تو آپ یہ سوالات اس طرح پوچھیں کہ ہر سوال کا جواب قرآن مجید کی آیت یا ایسی حدیث سے پیش کریں جو صحیح صریح اور غیر معارض ہو۔

فرقہ اہل حدیث ایک نظر میں

(۱) غیر مقلدین کے نزدیک صحابہ کرام حجتِ شرعی نہیں ہے۔

چنانچہ نواب نورالحسن لکھتے ہیں کہ اصول میں یہ بات طئے ہوگئی ہے کہ صحابہ کا قول حجت نہیں ہے۔ صحابہ کا اجتہاد امت ہی سے کسی فرد پر حجت نہیں

(عرف الجادی ص:۱۰۱)

(۲) غیر مقلدین کے نزدیک خطبہ جمعہ میں خلفاء راشدین کا نام لینا بدعت ہے۔

چنانچہ نواب وحیدالزمان صاحب ارشاد فرماتے ہیں۔ اہل حدیث (غیر مقلد) خطبہ جمعہ میں خلفاء راشدین اور بادشاہ وقت کے ذکر کا التزام نہیں کرتے کیونکہ یہ بدعت ہے۔

(ہدیۃ المہدی:۱/۱۱۰)

(۳) غیر مقلدین کے نزدیک بہت سے علماء اور عوام صحابہ سے افضل ہیں۔

چنانچہ نواب وحیدالزمان صاحب لکھتے ہیں کہ (صحابہ کے) بعد آنے والے اس امت کے بہت سے علماء، عوام صحابہ سے افضل تھے علم میں معرفت الٰہی میں اور سنت پھیلانے میں اور یہ ایسی بات ہے جس کا کوئی بھی عقل مند انکار نہیں کرسکتا۔ لیکن یہ ممکن ہے کہ اولیاء کرام کو دوسری وجوہ سے ایسی فضلیت حاصل ہو جو صحابی کو حاصل نہ ہو۔ (ہدیۃ المہدی:۱/۹۰)

(۴) غیر مقلدین کے نزدیک بعض صحابہ کرام فاسق ہیں۔ (نعوذ باللہ)

چنانچہ نواب وحیدالزمان صاحب لکھتے ہیں؛ اس سے معلوم ہوا کہ کچھ صحابہ فاسق ہیں، جیسا کہ ولید (بن عقبہ) اور اس کے مثل کہا جائے گا، معاویہ (بن ابی سفیان) عمرو (بن عاص) مغیرہ (بن شیبہ) اور سمرہ (بن جندب) کے حق میں (کہ وہ بھی فاسق ہیں) معاذ اللہ۔

(نزل الابرار:۲/۹۴)

(۵) غیر مقلدین حضرت عائشہ کی سخت توہین کرتے ہیں۔

چنانچہ غیر مقلد مولوی عبدالحق بنارسی کہتا ہے کہ عائشہ حضرت علی سے لڑکر مرتد ہوئی، اگر بے توبہ مری تو کافر مری (العیاذ باللہ) (کشف الحجاب ص:۲۱)

(۶) غیر مقلد کہتے ہیں کہ صحابہ کو صرف پانچ حدیثیں یاد تھیں ہم کو سب حدیثیں یاد ہیں۔

چنانچہ مولوی عبدالحق بنارسی کہتا ہے کہ صحابہ سے ہمارا علم بڑا ہے صحابہ کو علم کم تھا۔

(کشف الحجاب:ص:۶۱)

(۷) غیر مقلدین آپ ﷺ کے نواسے حضرت حسن اور حسین کی صحابیت کا انکار کرتے ہیں۔

چنانچہ غیر مقلد حکیم فیض عالم صاحب لکھتے ہیں کہ حضرات حسنین کو زمرہ صحابہ میں شمار کرنا صریحاً سبائیت کی ترجمانی ہے یا اندھادھند تقلید کی خرابی ہے۔ (سیدنا حسن بن علی:ص:۲۳)

(۸) غیر مقلدین کے نزدیک وضو میں پیروں پر مسح کرنا فرض ہے۔

(فتاوی ابراہیمیہ مطبوعہ الہ آباد)

(۹) غیر مقلدین کے نزدیک نماز جمعہ واجب نہیں ہے۔

چنانچہ نورالحسن خان بھوپالی لکھتے ہیں، جس کا گھر مسجد سے فاصلہ پر ہو، اگر وہ اذان کی آواز سنتا ہو، اس پر مشقت کیوجہ سے جمعہ واجب نہیں ہے (عرف الجادی:ص:۴۱)

(۱۰) غیر مقلدین کے نزدیک خون نکلنے اور قئے کرنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

چنانچہ نورالحسن خان غیر مقلد لکھتے ہیں "" ، وضو خون اور قئے سے نہیں ٹوٹتا۔

(عرف الجادی:ص:۱۴)

(۱۱) غیر مقلدین کے نزدیک ہاتھی اور خچر حلال ہے اور ان کا کھانا جائز ہے۔

چنانچہ علامہ وحیدالزمان غیر مقلد لکھتے ہیں کہ خچر اور ہاتھی میں دو قول ہیں اور ایک قول کی

روسے ان کا کھانا جائز ہے۔ (کنز الحقائق: ص۱۸۶)

(۱۲) غیر مقلدین کے نزدیک قرآن کو بغیر وضو ہاتھ لگانا جائز ہے۔

چنانچہ غیر مقلد نواب نور الحسن بن نواب صدیق حسن خان غیر مقلد لکھتے ہیں، جس کا وضو نہ ہوا ایسے شخص کو قرآن کریم کا چھونا جائز ہے۔ (عرف الجادی: ص:۱۵)

(۱۳) غیر مقلدین کے نزدیک بغیر وضو سجدہ تلاوت جائز ہے۔

چنانچہ غیر مقلد نواب وحید الزمان لکھتے ہیں سجدہ تلاوت بلا وضو بھی جائز ہے۔

(حوالہ: کنز الحقائق: ص: ۳۴)

(۱۴) غیر مقلدین کے نزدیک ماں باپ کو زکوۃ دینا جائز ہے۔

چنانچہ غیر مقلد نواب نور الحسن لکھتے ہیں عمومی وخصوصی دلائل اس پر ناطق ہیں کہ ماں باپ اور سگی اولاد کو زکوۃ دینی جائز ہے۔ (عرف الجادی: ص: ۷۲)

(۱۵) غیر مقلدین کے نزدیک سمندری سانپ حلال ہے۔

چنانچہ علامہ وحید الزمان غیر مقلد لکھتے ہیں سمندری سانپ جو خشکی میں زندہ نہیں رہتے وہ بھی حلال ہیں؛ اس لیے کہ ان کا حکم مچھلی کا حکم ہے۔ (کنز الحقائق: ص:۱۸۵)

(۱۶) غیر مقلدین کے نزدیک تراویح پر اجرت لینا جائز ہے۔

چنانچہ غیر مقلد میاں نذیر حسین محدث دہلوی لکھتے ہیں، قرآن سننا اور پڑھنا، اجرت کے ساتھ نماز تراویح میں جائز ہے اور ثواب ہوگا۔ (فتاویٰ نذیریہ: ج:۱ ص: ۶۴۳)

(۱۷) غیر مقلدین کے نزدیک کافر کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے۔

چنانچہ غیر مقلد علامہ وحید الزماں لکھتے ہیں: کافر کا ذبیحہ حلال ہے، جب کافر ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لے اور اللہ کے لیے ذبح کرے۔

(کنز الحقائق: ص: ۱۸۲)

(۱۸) غیر مقلدین کے نزدیک انسان کا گوشت کھانا حلال ہے۔
چنانچہ علامہ وحید الزمان غیر مقلد لکھتے ہیں ، اگر کوئی شخص کچھ کھانے کو نہیں پاتا سوائے اس آدمی کے جس کا قتل کرنا جائز ہے جیسے حربی یا وہ مسلمان جس نے شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کیا ہو تو اس بھوکے آدمی کے لیے جائز ہے کہ وہ اسے قتل کرے اور اس کو کھائے۔
(کنز الحقائق: ص ۱۸۷)

(۱۹) غیر مقلدین نماز جمعہ سے پہلے کی چار سنتوں کا انکار کرتے ہیں۔
چنانچہ نواب نور الحسن خان بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں سنت بعد جمعہ چار رکعت ہے جمعہ سے پہلے سوائے دو رکعت تحیۃ المسجد کے کوئی سنت نماز نہیں ہے۔
(عرف الجادی: ص ۴۴)

(۲۰) غیر مقلدین کے نزدیک شعیہ اہل اسلام میں سے ہیں، اور ان کا ذبیحہ حلال ہے۔
چنانچہ غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل مولانا سید میاں نزیر حسین محدث دہلوی ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں ، واضح ہو کہ ذبیحہ اہل تشیع کا کھانا حلال ہے کیونکہ وہ اہل اسلام میں سے ہیں۔
(فتاوی نزیریہ: ج ۳ ص: ۳۱۷)

(۲۱) غیر مقلدین کے نزدیک عورتوں کو قبر پر جانا جائز ہے۔
چنانچہ سید میاں نذیر حسین محدث دہلوی لکھتے ہیں عورتوں کو قبر پر جانا جائز ہے اور یہی جمہور اور اکثر علماء کا قول ہے۔
(فتاوی نذیریہ: ج ۱ ص: ۶۵۸)

(۲۲) غیر مقلدین کے نزدیک جوتوں میں نماز پڑھنا سنت ہے۔
چنانچہ علامہ وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں اور مسنون ہے کہ جوتوں میں نماز ادا کی جائے
(کنز الحقائق: ص: ۱۹)

(۲۳) غیر مقلدین کے نزدیک چھینک کا جواب دینا فرض ہے۔
چنانچہ علامہ وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں چھینکنے والے کا اسی وقت جواب دینا فرض ہے
(کنز الحقائق: ص: ۲۰۷)

(۲۴) غیر مقلدین کے نزدیک چوہے کا پاخانہ کھانا جائز ہے۔
چنانچہ غیر مقلد علامہ وحید الزماں لکھتے ہیں، اگر روٹی کے بیچ میں چوہے کا پاخانہ پایا گیا ہو تو اس کا کھانا جائز ہے۔

(کنز الحقائق: ص: ۲۳۶)

(۲۵) لامذہب فرقہ اہل حدیث کے نزدیک گدھ، چمگاڈر اور چوہا حلال ہے۔
چنانچہ علامہ وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں، اور ان کے سوا (یعنی ذی ناب جانوروں کے علاوہ) چوپائے پرندے اور حشرات الارض حلال ہیں، جیسا کہ خرگوش، گدھ، دیسی کوا، سارس، کوا، چمگاڈر، ہدہد، طوطا، مور، ابابیل اور چوہے وغیرہ

(کنز الحقائق: ص: ۱۸۶)

(۲۶) لامذہب فرقہ اہل حدیث کے نزدیک منی پاک ہے۔
چنانچہ نواب نور الحسن خاں صاحب لکھتے ہیں، یعنی منی ہر چند کہ پاک ہے مگر اس کا دھونا اور لگڑنا اور کھرچنا شارع علیہ السلام سے ثابت ہے۔

(عرف الجادی: ص: ۱)

(۲۷) لامذہب فرقہ اہل حدیث کے نزدیک لفظ اللہ کے ساتھ ذکر کرنا بدعت ہے۔
چنانچہ نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں کہ لفظ اللہ کے ساتھ ذکر کرنا بدعت ہے۔
(خیر البراہین: ص ۴۹، بحوالہ البنیان المرصوص: ص: ۷۳)

(۲۸) لامذہب فرقہ اہل حدیث کے نزدیک آپ ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت

کے لیے جانا جائز نہیں۔

چنانچہ حافظ عبداللہ غیر مقلد نے لکھا ہے کہ طلب علم اور دیگر ضروریات کے لیے سفر کا کوئی حرج نہیں، صرف کسی جگہ کی طرف جس میں قبر نبوی بھی داخل ہے ثواب کی نیت سے سفر کرنا جائز نہیں۔ (مسئلہ سماع موتی: ص/ ۱۱۹)

(۲۹) لامذہب فرقہ اہل حدیث کے نزدیک قادیانیوں سے نکاح جائز ہے۔

چنانچہ غیر مقلد مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ اگر عورت مرزائن ہے تو علماء کی رائے ممکن ہے مخالف ہو، میرے ناقص علم میں نکاح جائز ہے۔

(اخبار اہل حدیث امرتسر/ ۲ نومبر ۱۹۳۳ء بحوالہ (ترک تقلید کے بھیانک نتائج: ص/ ۵۴)

غیر مقلدین باتفاق علماء دھلی اھل سنت سے خارج اور اھل بدعت میں داخل ھیں۔

تیرھویں رمضان ۱۲۹۸ھ اجماع واتفاق علمائے دہلی کا بعد تفتیش عقائد اس فرقہ لامذہب کے اس بات پر ہوا کہ یہ فرقہ مانند اور اہل اہوا کے خارج مذہب اہل سنت سے ہے، مانند اور اہل اہوا کے ان سے معاملہ رکھنا چاہیے۔ (کشف الحجاب: ص/ ۲۶)

مولانا شاہ اسحاق صاحب کا فتویٰ

محدث پانی پتی لکھتے ہیں "جناب مولانا اسحاق صاحب وعظ میں لامذہبوں (یعنی غیر مقلدوں) کو ضال ومضل فرماتے تھے یعنی خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والے"

(حاشیہ کشف الحجاب: ص/ ۱۰)

مجلس علمیہ آندھرا پردیش

اغراض ومقاصد کے آئینہ میں

- تنظیم مدارسِ اسلامیہ
- دعوت وتبلیغ
- تصنیف وتالیف
- اکابرِ ملت سے استفادہ
- دار المطالعہ
- دینی ماہنامہ ضیائے علم کی اشاعت
- عیسائی مشنریز کا تعاقب

ان اغراض ومقاصد کے تحت مجلس علمیہ آندھرا پردیش نے تابناک اور تاریخ ساز خدمات انجام دیئے، اس وقت یہ علماءِ حق کی نمائندہ تنظیم اوران کا متحدہ پلیٹ فارم ہے۔ اجتماعیت اور وحدت جیسے مقصد کے پیش نظر اپنی گہری وابستگی اور بھرپور مخلصانہ تعاون کے ذریعہ مجلس علمیہ آندھرا پردیش کو مستحکم کیجئے۔

رابطہ کیلئے:

مجلس علمیہ آندھرا پردیش

مکان نمبر: 16-2-61/A/1/4، نزد مسجد اکبری، اکبر باغ، ملک پیٹ، حیدرآباد ۳۶

MAJLIS-E-ILMIYA ANDHRA PRADESH

H. No. 16-2-61/A/1/4, Near Masjid-e-Akbari, Akber Bagh,
Malakpet, Hyd-36 Ph: 040-24540177, 9247555916